مجلسیں روشن اور دل تاریک

تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو، مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو، مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لیے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے۔ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو، مگر آہ، تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال وآستین کو معطر کرنا چاہتے ہو، مگر آہ! تمہاری غفلت کہ تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کے مشام روح یکسر محروم ہیں! کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں۔ تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب وزینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلسیں آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کے لیے دنیا کچھ نہ سنتی، مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی، تمہاری زبانوں سے نہیں مگر تمہارے اعمال کے اندر سے اسوہ حسنہ نبوی کی مدح وثنا کے لیے ترانے اٹھتے۔ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَ لٰكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی اندھے پن میں پڑتا ہے تو آنکھیں اندھی نہیں ہوجایا کرتیں دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ (حج:۴۶)

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ، تو نہ مرجائے　　　کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

پھر آہ وہ قوم، اور صد آہ اس قوم کی غفلت ونادانی، جس کے لیے ہر جشن ومسرت میں پیام ماتم ہے اور جس کی حیات قومی کا ہر قہقہۂ عیش، فغانِ حسرت ہوگیا ہے، مگر نہ تو ماضی عظمتوں میں اس کے لیے کوئی منظرِ عبرت ہے، نہ حال کے واقعات وحوادث میں کوئی پیام تنبہ وہوشیاری ہے اور نہ وہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کوئی روشنی اپنے سامنے رکھتی ہے۔ اسے اپنی کا مجوئیوں اور جشن ومسرت کی بزم آرائیوں سے مہلت نہیں، حالانکہ اس کے جشن وطرب کے ہر ورود میں ایک نہ ایک پیام ماتم وعبرت بھی رکھ دیا گیا ہے، بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں، کان سنیں اور دل کی دانائی غفلت وسرشاری نے چھین نہ لی ہو: اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى لِمَنۡ كَانَ لَهٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَى السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِيۡدٌ ''یقیناً اس میں اس کے لیے نعمت ہے جس کا دل ہے درانحالیکہ وہ کان لگاتا ہے اور اس کا دل حاضر ہے۔ (ق:۳۷)

(رسول رحمت، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، ص ۵۸)

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

عمل خیر کے پیکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اصبح منكم اليوم صائما ؟قال ابوبكر: أنا، قال: فمن تبع منكم اليوم جنازة؟ قال ابوبكر: أنا،قال: فمن اطعم منكم اليوم مسكينا؟ قال ابوبكر: أنا، قال: فمن عاد منكم اليوم مريضا؟ قال ابوبكر: أنا، فقال صلى الله عليه وسلم ما اجتمعن فى أمرءٍ الا دخل الجنة (أخرجه مسلم جلد٢ ص ٧١٣ حديث ١٠٢٨)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کون روزے سے ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں روزے سے ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے صلوۃ جنازہ پڑھی اور تدفین میں شریک ہوا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے اندر یہ تمام خصلتیں جمع ہو جائیں وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا؟

تشریح: روئے زمین پر انبیاء کرام ورسل عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد سب سے افضل اور عظیم شخصیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے جنھوں نے ہر میدان میں اپنی ایسی شرکت درج کرائی کہ قیامت تک ان کے مقام ومرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور کیسے کوئی ان کے مقام ومرتبہ کو پہنچ سکتا ہے جب کہ ان کے اندر وہ تمام خصائل حمیدہ اور اوصاف کریمہ موجود ہیں ایک انسان کو عظیم بناتے ہیں۔ آپ نے صدق وصفا اور وفاداری اور جاںثاری کی ایسی مثال قائم کی کہ اس دنیا میں ہی عرش والے نے جنت کا پروانہ عطا فرمایا آپ کے صدق ووفا، جود وسخا، ایثار وقربانی کا کیا پوچھنا؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بعض اجلہ صحابہ کرام کی یہ خواہش ہوئی کہ ہم اعمال خیر میں ان پر سبقت لے جائیں لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ اسی لئے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو مردوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ پختہ ایمان والا کوئی نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ پوری امت کا ایمان ان کے ایمان کے برابر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی کوئی ان سے افضل اور بہتر ہوسکتا ہے۔ ان کا اصلی نام عبداللہ بن ابوقحافہ بن عمرو ابن کعب التیمی القرشی ہے۔ ان کی پیدائش مکۃ المکرّمہ میں عام الفیل کے دوسال چھ مہینہ بعد ہوئی۔ دنیا انھیں الصدیق، العتیق، الصاحب، الاتقیٰ، الاواہ، ثانی اثنین فی الغار، خلیفۃ رسول اللہ کے لقب سے جانتی ہے۔ آپ آزاد لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لائے اور ہجرت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کی۔ نیز غار ثور کے ساتھی بنے۔ اور پوری زندگی مشکل حالات میں سینہ سپر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معاون ومددگار بنے رہے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس وقت بھی ایسی شجاعت وبہادری اور ٹھوس موقف کا اظہار فرمایا کہ صحابۂ کرام کے درمیان پھیلی ہوئی بے چینی اور اضطرابی کیفیت کو یہ کہتے ہوئے ایک دم سے ختم کر دیا کہ ’’**الا من كان يعبد محمدا فان محمدا قدمات** ‘‘ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو وہ یہ جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے۔ ’’**من كان يعبد الله فان الله حی لا يموت**‘‘ اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اور اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ اس کے بعد سورہ زمر آیت: ۳۰، اور سورہ آل عمران آیت ۱۴۴ کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان کو اپنا خلیفہ اول منتخب کیا اور اس سنہرے عہد میں آپ نے بہت سارے کام انجام دیئے۔ سب سے پہلے جیش اسامہ کو روانہ کیا۔ مانعین زکوٰۃ کے سلسلہ میں آپ کے اقدامات ناقابل فراموش اور اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ اور فتنۂ ارتداد کے سدباب کے ساتھ مدعیان نبوت کا منہ توڑ جواب دیا۔ اسی طرح آپ کے عہد میں فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا نیز قرآن کے جمع وتدوین کا کام عمل میں آیا۔ آپ نے اپنی زندگی میں کار خیر کی وہ مثال قائم کی ہے جس کی نظیر دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ کی شخصیت کا صرف ایک گوشہ جس کا تعلق کار خیر سے ہے وہ اپنے آپ میں ایک رواں دواں دریا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں اس کی عظیم مثال ملتی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کار خیر کے متعلق متعدد سوالات کئے۔ سب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے آگے پایا۔ اسی طرح انفاق فی سبیل اللہ میں پیش پیش رہے۔ آپ راہ الٰہی میں بے دریغ خرچ کرتے تھے اور رضائے الٰہی کی خاطر غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے تھے۔ اعزاء واقرباء کے ساتھ سخاوت وفیاضی کا معاملہ فرماتے اور لوگوں کی کفالت کیا کرتے تھے۔

تواضع وانکساری، حلم وبردباری، صبر وتحمل، تقویٰ وتہجد گزاری کا یہ عالم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی اور یہ کہتے ہوئے جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرمایا ’’**ابشر فانت عتيق الله من النار**‘‘ کہ تم خوش ہو جاؤ! تمہیں اللہ نے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ اور بروز قیامت اپنے عمل خیر کی وجہ سے تم جس دروازہ سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔ رب العالمین سیدنا صدیق اکبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما نیز آخرت میں ان کی رفاقت کی دولت سے مالا مال فرما۔ **وصلى الله على نبينا محمد وسلم تسليما كثيرا**

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
دعوت الی اللہ کے وسائل	۶
عید میلاد النبی کی حقیقت	۸
اسلام میں عورتوں کا مقام	۱۰
مایوسی وناامیدی کی شرعی حیثیت، اسباب وعلاج	۱۵
قیلولہ اوراس کے فوائد	۱۹
زندگی کا حوصلہ (نظم)	۲۲
رپورٹ اجلاس مجلس عاملہ	۲۳
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۷
کلینڈر ۲۰۲۰	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک

سالانہ ــــــ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ــــــ ۷/روپے
پاکستان ــــــ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

عاصی اور معاصی میں فرق کیجیے

اس دنیا میں نیکی اور بھلائی کے کام انجام دینے والوں کا بڑا مقام ومرتبہ ہے اور خلق الٰہی کے یہاں اس کی بڑی پذیرائی ہے۔نیکی اور معروف کے تمام کاموں میں اس نیکی اور عمل صالح کی اہمیت وفضیلت اور اس کا اجر وثواب دوبالا ہوجاتا ہے جو خالص اللہ کے لیے اور اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو اور جو اس کے بھٹکے ہوئے بندوں کو اس کی طرف لوٹنے، اس کی طرف رجوع کرنے، اسی سے لو لگانے اور اسی سے نفع ونقصان کی امید رکھنے کے لیے آمادہ کرتا ہو، تا آنکہ بندہ اپنے رب کریم کی طرف پلٹ آئے اور اسی کا ہو کر رہ جائے۔اس وقت اللہ جل شانہ یہی نہیں کہ اس کی گذشتہ تمام غفلتوں، گناہوں اور خطاؤں کو بخش دیتا ہے بلکہ اس کے تصور سے زیادہ اس سے خوش بھی ہوجاتا ہے۔لله اشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب اليه من احدكم... الحديث (بخاری ومسلم) ’’جب تم میں سے کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے‘‘۔ایسے بندوں سے بہت زیادہ محبت بھی کرتا ہے:اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ :222) ’’اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے‘‘ اور بالآخر اس بندے کو بے پناہ بخششوں سے نواز دیتا ہے:وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى (طہ:82) ’’ہاں بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں اور ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں‘‘۔

گوکہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کی مثال ونظیر سے بے نیاز ہے۔’’لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ‘‘ (الشوری:11) ’’اس جیسی کوئی چیز نہیں‘‘ لیکن عالم اسباب میں اس حقیقت کی توضیح وتفہیم کے لیے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح کسی کی کوئی اولاد اگر روٹھ کر یا عقوق وفسوق کا شکار ہو کر غائب ہوجاتی ہے، والدین کو بیحد قلق ورنج اور غیظ وغضب لاحق ہوجاتا ہے مگر ساتھ ہی ان کا دل ایسی اولاد کے گم وگمراہ اور کھو جانے اور دور ہوجانے پر بے چین ومضطرب ہوجاتا ہے۔ ماں باپ کی تمنا اور آخری خواہش ہوتی ہے کہ اے کاش کہ اس کا بچہ واپس مل جائے، چاہے وہ جیسے بھی اور جہاں کہیں سے بھی ملے۔حتی کہ کنبہ وقبیلہ اور گھر اور گاؤں سے بڑھ کر ہر سننے والا اس کی گم شدگی اور لاپتہ ہونے پر افسوس جتاتا ہے، ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور اس کے دل میں اس کے ماں باپ اور خویش واقارب کے تئیں دردمندانہ جذبات ابھرتے ہیں۔اور اگر وہ بچہ یا نوجوان واپس آگیا تو پورا کنبہ، قبیلہ اور شہر مارے خوشی کے جھوم اٹھتا ہے، اس کے گرد جمگھٹا لگ جاتا ہے اور ہر شخص پھولے نہیں سماتا۔حتی کہ جس دن وہ اس دنیا میں نیا نیا وارد ہوا تھا اس دن بھی لوگ اس قدر والہانہ اور پرجوش طور پر اس کے استقبال اور دیدار کو اکٹھے اور مجتمع نہیں ہوئے تھے، نہ اس طرح پروانہ وار اس پر ٹوٹے پڑتے تھے۔

قرآن کریم نے ہجر وفراق اور وصال و واپسی کی کیفیات اور واردات قلبیہ، روحیہ، جسمانیہ اور مادیہ کا نقشہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے والد گرامی سیدنا یعقوب علیہ السلام کے واقعہ میں کھینچا ہے۔ جس سے ایک باپ کی دلی کیفیات اور جسمانی حالات وتغیرات کا احساس ہوتا ہے بلکہ یوسف علیہ السلام کی ادنیٰ جدائی کا خیال بھی باپ کو ستانے لگتا ہے اور بچوں کے مزاج اور جذبات جن باتوں میں پروان چڑھتے ہیں ان میں بھی سوطرح کے اندیشے، انجانے خدشے اور وسوسے جنم لینے لگتے ہیں اور غم کے بادل چھانے لگتے ہیں۔ ذرا غور کریں کہ بھائیوں نے جب یوسف علیہ السلام کے خلاف سازش رچی اور ان کو راستے سے ہٹانے کی ٹھان لی تو وہ والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوکر نہایت محبت وادب سے عرض پرداز ہوئے۔ ابا حضور! آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ یوسف کے سلسلہ میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے۔ حالانکہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم اس کے اصلی بہی خواہ ہیں اور اس کا بھلا چاہتے ہیں۔ آپ اسے بے دھڑک کل ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ وہ مزرعہ میں ہمارے ساتھ خوب کھائے، پیئے، کھیلے کودے اور ہم سب اس کی نگہداشت کے ذمہ دار ہیں۔

دیکھو ذرا! ایسے حالات میں ایک باپ کا دل کس قدر پھولے نہیں سمائے گا اور نہال ہوکر ایسے بھائیوں کو مبارک باد اور دعائیں دیتے ہوئے خوشی خوشی اس عزیز از جان کو بھی ان کے ساتھ کیوں کرنہ لگا دیگا۔ مفسرین کے اندازوں اور باتوں کے علاوہ یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ باپ کو جہاں اپنے بچوں کی سیر وتفریح، اچھل کود اور کھیل و تماشا اچھا لگتا ہے وہیں اس کو ادنی زک نہ پہنچ جائے، مبادا کھیل میں گرجائے اور چوٹ آجائے گوارہ نہیں ہوتا اور محض اس کے تصور سے ہی اس کا دل کانپ اٹھتا ہے۔ گھر سے باہر نکلنے سے پہلے ماں سو سو بلائیں لیتی ہیں اور اپنے جگر گوشے کو ہزاروں دعائیں دیتی ہیں۔ باپ ایسے مواقع پر دور اور قریب کے تمام خدشات اور اندیشوں کو شفقت پدری کی طشت میں سجا کر بیٹوں کو پند ونصائح اور حکمت وموعظت کے دریا بہا کر بھی مطمئن نہیں ہوتا اور بادل ناخواستہ حوالۂ دوستاں وہم سفراں کرتے ہوئے گویا ہوتا ہے: ’’قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ‘‘۔ (یوسف:۱۳) ’’(یعقوب نے) کہا اسے تمہارا لے جانا مجھے تو سخت صدمہ دے گا اور مجھے یہ بھی کھٹکا لگا رہے گا کہ تمہاری غفلت میں اسے بھیڑیا کھا جائے‘‘۔

اس خوشی کے وقت میں بھی جدائی گوارہ نہیں، بلکہ باعث غم واندوہ ہے اور اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں کھیل کود میں ان کی مشغولیت وانہماک انہیں یوسف سے غافل کردے اور اتنے میں بھیڑیا اپنا کام کر جائے اور یوسف کو کھا جائے۔ پھر جب بھائیوں کو جو کھیل کھیلنا تھا کھیل لیا اور باپ کے سامنے اپنی پیتا اور بھائی کی جدائی کا مؤکد طور پر قصہ سنایا تو باپ کا دل ماننے کو تیار نہ ہوا اور ان کے یقینی الفاظ میں بھیڑیے کے کھا جانے، اپنی بے گناہی کو واضح کردینے اور یوسف کی قمیص کو ثبوت اور شہادت کے بطور پیش کردینے کے باوجود باپ کا دل گوارہ کرنے کو تیار نہیں۔ یہ ہوتا ہے باپ۔ اور ماں کا تو پوچھنا ہی نہیں۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دبے لفظوں میں جہاں بیٹوں کی وضاحت وعذر کے باوجود ان کو خوبصورت الفاظ میں جواب دے دیا اور صبر جمیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد کے طلب گار ہوئے۔ ’’قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا، فَصَبْرٌ ’’جَمِیْلٌ‘‘، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (یوسف:۱۸) باپ نے کہا یوں نہیں، بلکہ تم نے اپنے دل ہی سے ایک بات بنالی ہے۔ پس صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے‘‘۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے دلی خیالات ورجحانات اور میلانات و خدشات کو ملاحظہ کرو۔ پھر صبر ہی نہیں ’’صبر جمیل‘‘ کے لفظ پر غور کرو اور بار بار اس درد اور اس میں گھٹن کو محسوس کرسکتے ہو تو محسوس کرو اور اس کو برداشت اور ضبط کرلینے کے عظیم عمل صبر جمیل کو دل کی دنیا میں بساؤ اور ’’وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ‘‘ اللہ کے علاوہ چارہ کیا ہے کہ اس کی مدد مانگی جائے۔ ہر دو حال میں صبر بھی ہے اور بیٹے کے سلسلے میں امید کی آخری سانس تک آس اور مدد الٰہی کا یقین بھی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شفقت پدری کا حال سورہ یوسف میں مزید کئی طرح سے ذکر ہوا ہے۔ ایک اور موقع پر ان کے بیٹوں نے ان کے دوسرے بیٹے اور یوسف علیہ السلام کے حقیقی بھائی بنیامین کو ساتھ لے کر جانے اور ایک بار پھر مؤکد طور پر ان کی حفاظت کی بات ان سے کہی ’’فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ‘‘ (یوسف:۶۳) کہ بھائی کو ہمارے ساتھ جانے دیجئے ہم کو غلہ بھی بھرپور ملیں گے اور ہم بھائی کی حفاظت کی گارنٹی بھی دیتے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی جدائی کا غم تازہ ہوگیا اور بیٹوں کے پچھلے کرتوت ستانے لگے، جھٹ فرمایا: ’’قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَیْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِیْهِ مِنْ قَبْلُ، فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ‘‘ (یوسف:۶۴) کیا میں ویسے ہی اس کے بارے میں اعتبار کرلوں جیسا کہ اس کے بھائی کے بارے میں اعتبار کرلیا تھا۔؟ مگر ہاں اسے اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں کیوں کہ وہی سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور تمام مہربانوں میں سب سے بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ ذرا دیکھو! کہ بیٹے کی جدائی کس قدر ستار ہی ہے؟۔ پھر جو کچھ بنیامین کے ساتھ ہوا اور جب ان کو مصر میں روک لیا گیا اور بیٹوں نے آکر صفائی دی تو انہوں نے صاف صاف فرمایا کہ تم نے بات بنالی ہے۔ لہٰذا صبر ہی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہمارے پاس پہنچادے گا۔ پھر بیٹوں سے منہ پھیر کر کہا، ہائے یوسف! ان کی آنکھیں بوجہ رنج وغم کے سفید ہونے لگی تھیں اور وہ غم واندوہ کو دبائے ہوئے تھے (گویا سینہ پھٹ گیا ہو) بیٹوں نے جب یہ سنا اور ایسی کیفیت دیکھی تو کہا۔ واللہ آپ ہمیشہ یوسف یوسف کی رٹ لگائے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ گھل جائیں گے یا ختم ہوجائیں گے۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ غم کا پہاڑ جو مجھ پر ٹوٹا ہے اسے اللہ کے علاوہ کون جان سکتا ہے۔ اور اُسی سے شکوہ ہے۔ دراصل یعقوب علیہ السلام کی حالت مارے غم کے ’’نہ مرے نہ من جاوے‘‘ والی ہوگئی تھی۔ جسم گھل چکا تھا، آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور سفید ہوچکی تھیں اور عقل ماؤف ہورہی تھی۔

قربان جایئے! اس کو کہتے ہیں والدین کی اولاد سے بے پناہ محبت، میلان

خاطر اور طبع لگاؤ، تو پھر وہ اللہ جو سب کا خالق و مالک اور پالن ہار ہے اور پوری مخلوق جس کا خاندان اور کنبہ ہے وہ اپنے بندوں پر کس قدر مہربان ہوگا۔ اور اس کی ادنی بے راہ روی کے بعد بھی نیکی اور خیر کے کاموں کے ساتھ گھر واپسی پر کس قدر خوش ہوگا ؟! اس کا کوئی تصور نہیں کرسکتا ہے۔ اس کا باب عالی تو اس کے گم کردہ راہ بندوں کے لیے ہر گھڑی کھلا ہوا ہے۔ ''قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ''۔ (الزمر:۵۳) (میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے''۔

ائمہ، دعاۃ ومبلغین، مصلحین ومعلمین، مربیین، خطباء وواعظین، ناصحین اور قصاص و مذکرین اور حکام ومسؤلین اپنے عوام ومدعوئین اور رعایا اور قوم کی درستگی، فارغ البالی، خوشحالی اور بہتری وخوشی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کی خوشی اس وقت دوچند ہوجاتی ہے جب ان کی کوشش سے کوئی کرائم وجرائم، گناہ ومعاصی اور نافرمانی اور لاقانونیت سے تائب ہوکر جب واپس آتا ہے اور جو شخص ملک وملت اور انسانیت کے لیے ناسور بنتا جارہا تھا اب وہ اس کے لیے دہشت نہیں رحمت کا سامان بن جاتا ہے۔ ان تمام دعاۃ ومصلحین کو اس شخص سے بیحد خوش ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ سب القاب وٹائٹل اسی وقت پسند ہیں جب ان کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ ورنہ ''برعکس نہند نام زنگی کافور'' کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ ''نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ'' (المائدہ:۱۸) ''کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں'' کہنے والی امت کو بھی اللہ جل شانہ نے ذلت ومسکنت اور غیظ وغضب کا شکار بنادیا۔

اے کاش کہ آج انسان عاصی اور معاصی میں فرق کرتا اور کم از کم اپنے جیسے انسانوں کا ہمدرد وبہی خواہ اور اس کے دکھ درد کا ساتھی بن جاتا۔ اگر خود کو نیک کہلانے والا انسان بدی کو اس کے خانے میں رکھتا اور بدکار وگنہگار کا ہمدرد بن کر اس کو اس مہلک مرض سے نجات دلانے کے لیے دامے درمے، سخنے، گفتے لگ جاتا تو ملک ومعاشرہ اور گھر وفرد سب ان مہلک روحانی ومادی امراض سے پاک ہوجاتے اور اور دنیا محبت اور امن کا گہوارہ بن جاتی۔

توبہ واستغفار کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، شفقتوں اور عنایتوں کی موسلا دھار برکھا ہے کہ مسلسل برس رہی ہے۔ اور ہر نیک وبد، آبی وخاکی، نوری وناری، بری وبحری اور دشتی وجبلی اس سے اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق فیضیاب ہورہا ہے۔ یہ تو بندوں کے اوپر ہے کہ وہ رحمت ورأفت الٰہی کے فیضان اور خیر وسعادت کے بحر ذخار سے کس قدر مستفید ہوتے ہیں۔

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی رہرو منزل ہی نہیں

بہرحال نیکی نیکی ہے، خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ خیر کے چھوٹے چھوٹے کاموں کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ نیکی کے کام انجام دینے چاہئے اور خیر کو پھیلانا چاہئے۔ غفلت کی چادر اتار کر پھینک دینی چاہئے۔ اپنی روش میں تبدیلی لانی چاہئے۔ توبہ واستغفار کرکے اپنے خالق ومالک کی طرف رجوع ہونا چاہئے۔ جان لیجئے! کہ آپ کی نیکی اور آپ کے ذریعہ کئے گئے کار خیر کا بدلہ دنیا میں ہی ملنا شروع ہوجاتا ہے۔ خدمت خلق بھی خیر کا کام ہے۔ آج امت کو اپنے وجود کے لیے، اپنے دینی وملی تشخص کی بقا کے لیے، ملک وانسانیت کی تعمیر وترقی کے لیے، اپنے اوپر عائد فریضہ الٰہی اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے، مقصد حیات انسانی کو پورا کرنے کے لیے اور فرد وجماعت مسلم ہونے کے ناطے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی ہوئی امانت سے اس کے ضرورت مند اور مستحق بندوں کو بہرہ ور اور فیضیاب کرنے کے لیے خدمت خلق میں لگنے اور اس میدان میں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔

آج جبکہ دنیا میں بسنے والے ان گنت لوگ دین وایمان اور اس کے تقاضوں سے دور ہونے کی وجہ سے ہلاکت وبربادی کی راہ پر گامزن ہیں اور افسوس اس بات کا ہے کہ اکثریت کو اس کا احساس وادراک تک نہیں ہے۔ ایسے میں آج ہر مسلمان اور خیر امت کے ہر فرد اور جماعت کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ان سوختہ ساماں بھائیوں کو ان کے رحیم وغفور اور رحمٰن رب سے ملانے اور بھولے بھٹکے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کی رحمتوں سے جوڑنے کی مخلصانہ کوشش کریں۔ کیوں کہ یہی خلاصہ بعثت انبیاء تھا اور یہی ذمہ داری آج امت مسلمہ کی ہے اور بس۔ تاکہ انسان دونوں جہاں میں کامیاب وفائز المرام ہوجائے۔ یا کم از کم اس پر حجت تمام ہوجائے۔ آج امت نے اس منصبی وانبیائی ذمہ داری کو فراموش کرکے اپنے آپ کو اور اپنے مشن کو فراموش کردیا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان اپنی صحیح جگہ پر چلنے سے قاصر ہے۔ بنو آدم کے مابین دوریاں بڑھ رہی ہیں اور کوئی کسی کا پرسان تک حال نہیں ہے۔ عجب افراتفری اور نفسی نفسی کا عالم ہے۔ ان ناگفتہ بہ حالات واوضاع میں مسلمان اگر اپنا کھویا ہوا وقار اور عظمت رفتہ کو واپس لانا چاہتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ذمہ داری کو نبھانی اور اس کے بندوں کے سلسلے میں وفاشعاری وخیرخواہی کرنی ہوگی۔ دعوت الی اللہ اور شہادت حق کا کام سب سے اہم فریضہ سمجھ کر کرنا ہوگا۔ تبلیغ دین محض رضائے الٰہی اور بندگان الٰہی کی خیرخواہی کے لیے کرنی ہوگی۔ بندوں کی ہمدردی وخیرخواہی کا حق ادا کرنے کے لیے اسے کفر اور مرتکبین کفر کے درمیان فرق کرنا ہوگا۔ طبیب کو جس طرح مرض سے عداوت ہوتی ہے اسی طرح مریض سے محبت وہمدردی ہوتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ ہمدرد اور بہی خواہ ایک روحانی طبیب، عالم، مربی اور داعی ومبلغ کو بننا پڑے گا۔ بلکہ عام طبیب کے مقابلے میں ایک داعی کا کردار وتعامل اور اخلاص وہمدردی کہیں زیادہ ہونی چاہئے۔

کیوں کہ دنیاوی امراض اگر جسم انسانی کو لگیں تو مریض چند دنوں یا مہینوں تڑپتا اور تکلیف محسوس کرتا ہے، پھر روح قفس عنصری سے پرواز کرجاتی ہے اور وہ ساری دنیوی کلفتوں سے نجات پاجاتا ہے۔ مگر روحانی امراض انسان کے لیے اس طرح ہلاکت خیز اور مصیبت ریز اور دیرپا ہوتے ہیں کہ انسان اگر توبہ نہ کرے تو ان سے چھٹکارا پانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار! ☆☆

دعوت الی اللہ کے وسائل

خورشید عالم مدنی، پٹنہ

محترم قارئین!

اللہ کے بندوں کواللہ کی طرف بلانا جسے ہم دعوت الی اللہ کہتے ہیں، یہ تمام انبیاء اوران کے وارثین کامشن ہے، یہ ہمارے نبی ﷺ کی سب سے مخصوص صفت ہے، اس سے ایمان باللہ کی تکمیل ہوتی ہے، بلکہ یہ ایمان والوں کی علامتوں میں سے پہلی علامت ہےاور یہ اس امت کی خیریت وافضلیت کارازاورعنوان ہے۔

امیر المومنین عمرفاروق رضی اللہ عنہ کواس فریضہ کی ادائیگی کی کتنی فکرتھی، ابولولومجوسی کے حملے کی وجہ سے آپ پر بیہوشی وغشی طاری ہے، جوکچھ پلایا جاتا ہے وہ باہرنکل آرہاہے،آپ کی عیادت کرنے والوں میں ایک نوجوان بھی ہے جس کی لنگی ٹخنے کے نیچے ہے، جب وہ واپس ہواتو سیدنا عمرنے کہااس نوجوان کو بلاؤاور جب وہ حاضرہواتوفرمایا:یا ابن اخی ارفع ازارك فانه انقى لثوبك واتقى لربك“ بابواپنا ازاراوپرکرلیجئے،اس سے آپ کا کپڑا بھی صاف رہے گااورآپ کے دل میں اللہ کا تقویٰ بھی پیدا ہوگا۔خلیفۃ المسلمین نے اپنے اس عمل سے دنیا کو یہ بڑا اوراہم پیغام دیا کہ دین سنت پرقائم ہےاورسنت دین کی بنیاد ہے۔اگرکوئی شخص سنت نبوی سے اعراض کرتاہےتو گویا وہ دین کے ستون کومنہدم کرتا ہے،اور یہ عمل دعوت زندگی کی آخری سانس تک جاری رہنا چاہیے۔اس کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کیا حسین ودلنشیں پیغام ہےفرماتے ہیں من لم یامر بالمعروف وینه عن المنكر سلط الله عليه من يأمره وينهاه بما يضاد الشريعة“ جولوگ دعوت (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) کا اہتمام نہیں کرتے ہیں ان پر اللہ تعالی ایسے لوگوں کومسلط کردیتا ہے جوانہیں خلاف شریعت باتوں کے کرنے اورنہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔(یعنی اس کے حکم میں بھی شریعت کی خلاف ورزی اورممانعت میں بھی شریعت کی مخالفت ہوگی) موجودہ حالات کےنشیب وفراز میں شیخ الاسلام کے اس قول کی اہمیت ومعنویت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔سید التابعین امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں:مروا بالمعروف ونهوا عن المنكر والاكنتم الموعظات لغيركم“ یعنی لوگوں کومعروف (نیکی) کاحکم دواورانہیں منکر (برائی) سے روکوورنہ تم دوسروں کے لئے داستان عبرت بن جاؤگے۔

ہمارے اسلاف کے دلوں میں یہ جذبۂ دعوت کس قدر موجزن تھا کہ انہوں نے طویل مسافتوں، برف پوش پہاڑوں اور دشوارگذارگھاٹیوں کی پرواہ نہ کی اورحق کا پرچم بلند کرکے ہی دم لیا۔ یہ حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ جواپنے کمزور گھوڑے پرسوار ہوکرقائدفارس رستم کے دربارمیں پہنچ گئے بڑی شان بے نیازی کے ساتھ داخل ہوئے اوراسے پیغام توحید سنایا۔

اور یہ طارق بن زیادہ ہیں کہ جب وہ سفرکرتے ہوئے بحراٹلانٹک کےساحل پر پہنچے، دیکھا سمندرموجیں ماررہاہے،آگے کیسے بڑھوں، مچل گئے اوراللہ سے دست بہ دعاہوئے اللهم لولا هذا البحر لمضيت فى البلاد مجاهدا فى سبيلك“ اللہ اگرمیرے سامنے یہ دریا حائل نہ ہوتا تو میں تیری راہ میں جہادکرتا ہواپوری دنیا کو چھان مارتا۔اور یہ شیخ عبدالعزیز بن یحیٰی کنانی رحمہ اللہ ہیں جب انہوں نے سنا کہ بغداد میں خلق قرآن کا فتنہ برپا ہےتواس فتنہ کے ازالہ کے لئے اورعظمت قرآن کی سربلندی کی خاطر مکہ سے بغداد کا سفرکرتے ہیں اوربشر مریسی معتزلی سے مناظرہ کرکے احقاق حق کا فریضہ انجام دیتے ہیں،تفصیل کے لئے مولانا آزاد کی کتاب ”صدائے رفعت“ کاضرورمطالعہ کریں۔

ہمارے اس ملک میں تعارف اسلام کے زبردست امکانات موجود ہیں، دعوتی میدان میں کام کرنے والے رجال کےسامنے وسیع میدان ہے۔دنیا تعلیمات اسلام کی پیاسی ہے،اوراس میں ہماری عزت وسربلندی بھی ہے۔اس ملک کاایک بڑا حصہ مظلوموں، کمزوروں، دلتوں اور پسماندہ طبقات پرمشتمل ہے۔جن کی مجموعی آبادی ۲۵ فیصد کہی جاسکتی ہے،اسی طرح اس ملک کی دس فیصدآبادی آدی باسیوں کی ہے، جو بعض ریاستوں میں اس سے بھی متجاوز ہے۔

اتنی بڑی تعداد ہماری دعوت سے محروم ہےاوروہ جہنم کا ایندھن بن رہی ہے۔ کون ہےاس کا ذمہ دار ہے؟ کیا اسلام سے بڑھ کرکوئی دوسرا مذہب ان دلتوں کے حقوق کا محافظ ہوسکتا ہے؟ دوسرے لوگ بیٹھے نہیں ہیں یہ عیسائی مبلغین خوفناک جنگلوں میں، جہاں آدم خور قبیلے آباد ہیں، وہ اپنی جانوں کوہتھیلیوں میں لےکر وہاں پہنچتے ہیں اورعیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ بدھ ازم اورعیسائیت کوقبول کررہے ہیں۔اورکچھ روہنگیائی مسلمان بھی اپنے معاشی بدحالی کے سبب اپنا مذہب ترک کرکے عیسائی بن رہے ہیں۔ یورپی ممالک کے اعلی تعلیم یافتہ مبلغین اپنے عیش وآرام کوچھوڑکرعیسائیت کی تبلیغ کے لئے دوردرازملکوں کا سفرکرتے ہیں، اور ایسے مقامات کو اپنا نشیمن بناتے ہیں۔ جہاں خطرات ہیں۔ آدم خورجنگلی

ہیں۔جہاں نہ معیاری غذا ہے نہ فضاء سازگار ہے،لیکن عیسائیت کی تبلیغ کی ایک فکر ہے۔دھن ہے۔جس کی خاطر وہ اپنے جذبات وخواہشات کو قربان کردیتے ہیں۔

چند سالوں قبل یہ خبر اخباروں کی زینت بنی تھی کہ آسٹریلیا سے ایک عیسائی ڈاکٹر گراہم اسٹین اڑیسہ آیا اور اس نے اپنی دعوت کی ترویج کے لئے کوڑھیوں کی خدمت کو اختیار کیا، وہ جب مقبول عام ہونے لگے تو فسطائی ذہن رکھنے والوں نے ان کی گاڑی میں آگ لگادی اور قصہ تمام کردیا، اس موقع پر ڈاکٹر کی بیوی نے دو اہم باتیں کہی ہیں جو ہمارے لئے قابل غور ہیں۔

ا۔میں اعلان کرتی ہوں کہ میں نے اپنے شوہر کے قاتلوں کو معاف کردیا۔

۲۔میں اپنے شوہر کے مشن کو آگے بڑھاؤں گی اور اس کی تکمیل میں اپنی زندگی لگادوں گی۔

تعارف اسلام کے اسالیب بے شمار ہیں لیکن ان میں ایک اسلوب ایسا ہے جو شعور ووجدان، جذبات واحساسات کی دنیا میں ہلچل پیدا کرسکتا ہے اور مخاطب کو اپنی بات مان لینے پر آمادہ کرسکتا ہے اور وہ ہے، دعوت بالعمل

تحریر سے ممکن نہ تقریر سے ممکن
وہ کام جو انسان کا کردار کرے ہے

داعی کے بلیغ خطبے، علمی لیاقتیں، محکم دلائل وبراہین کی کوئی حیثیت نہیں اگر اس کا تعلق اس کے رب سے کمزور ہے نہ تو اس کی باتوں میں کوئی اثر ہوگا اور نہ ہی اس کی دعوت رنگ لائے گی اور آخرت میں اس ذلت سے اللہ کی پناہ۔اسامہ بن زید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوتی بالرجل یوم القیامة فیلقی فی النار فتندلق اقتابه فی النار فیدور کما یدور الحمار فی الرحی، فیجتمع علیه اهل النار فیقولون: الم تامرنا بالمعروف وتنهانا عن المنکر، فیقول کنت آمرکم بالمعروف ولا آتیه وانهاکم عن المنکر وآتیه (مسلم) قیامت کے دن ایک شخص کو جہنم میں ڈالا جائے گا جس سے اس کی آنتیں باہر آجائیں گی وہ ان انتڑیوں کو لے کر (تکلیف کی وجہ سے) چکر کاٹے گا جس طرح گدھا چکی کے ساتھ کاٹتا ہے، اس منظر کو دیکھ کر جہنمی جمع ہوجائیں گے اور وہ سوال کریں گے کہ کیا آپ ہمیں دنیا میں بھلائی کا حکم نہیں دیتے اور برائی سے نہیں روکتے تھے، وہ شخص کہے گا ہاں میں تمہیں بھلائی کا حکم دیتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور برائی سے روکتا تھا۔لیکن میں خود اس میں ملوث تھا۔

تعارف اسلام کا ایک دوسرا اسلوب جو اس زمانے میں بڑا مؤثر ہے اور وہ ہے انسانی خدمت جسے ہم سوشل سروس کا نام دے سکتے ہیں یہ تو مسلمانوں کا بنیادی وصف ہے اور یہ امت اس کے لئے برپا کی گئی ہے ''اخرجت للناس'' اور اسی طرح اسلام کے زکوۃ واوقاف کے نظام، بیت المال کا نظام، صدقات جاریہ کی ترغیب، یہ سب سماجی وانسانی خدمات کا منبع ہیں اور خدمت انسانیت کی ترغیب ہیں۔لیکن اسلام کے اس روشن اصول وآئین جہاں بانی کو عیسائیوں نے بلکہ قادیانیوں نے اختیار کرلیا ہے اور وہ اپنے فلاحی پروگراموں کے ذریعے انسانوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، دنیا میں پھیلے عیسائیوں کے تعلیمی ادارے اور طبی مراکز اس بات کے ثبوت ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ واشاعت کے لئے خدمت خلق کو اہم وسیلہ بنالیئے ہیں۔اور ہم مسلم قوم اس میدان میں کہاں کھڑے ہیں، ہم خود اس کا فیصلہ کرسکتے ہیں اور ہمیں اپنے احتساب عمل سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔تعارف اسلام کا ایک تیسرا نیا اسلوب جس کی واقفیت تمام ائمہ ودعاۃ کو ہونی چاہیے اور وہ ہے میڈیا،سوشل میڈیا۔

واضح رہے کہ یہ زمانہ انٹرنیٹ کا ہے، آن لائن کا ہے۔ہمیں ان جدید وسائل اعلام سے استفادہ کرنا چاہیے اور ان کا استعمال بھی کریں تاکہ مختصر لمحات میں اپنی آواز دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلاسکیں، اس لئے کہ یہ وسائل اپنے اثرات ونتائج کے اعتبار سے سب سے طاقتور اور دوررس ہیں۔اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ دشمنان اسلام اپنے چینلوں/ ویب سائٹس کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کی خوفناک تصویریں پیش کررہے ہیں اور دنیا ان سے متاثر ہوکر اسلام کو دہشت گرد مذہب کی حیثیت سے دیکھ رہی ہے۔پس ہم تعارف اسلام کے لئے کتابوں کی تالیفات، محاضرات، ندوات، سمپوزیم وسیمینار کے ساتھ الیکٹرانک میڈیا/ پرنٹ میڈیا یا دیگر وسائل جدیدہ سے بھی منسلک ہوں تاکہ دنیا والوں کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرسکیں اور اپنے فریضۂ منصبی کو ادا کرسکیں۔اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

- ☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیارشدہ
- ☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔
- ☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ
- ☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت
- ☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق:150 قیمت:Rs.200/-Net

عید میلاد النبی کی حقیقت

عبدالصبور جھنڈانگری

الْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:۳)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور اسلام کو تمہارے لئے دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔

دین اسلام کامل ومکمل آفاقی وعالمگیر سچا دین ہے۔ جس کی حقانیت اور سچائی روز روشن کی طرح عیاں اور واضح ہے۔ جس کو اپنا کر ہر شخص کامیاب ہوسکتا ہے۔

بلاشک وشبہ ماہ ربیع الاول عالم انسانیت کے لئے نہایت خیر وبرکت کا مہینہ ہے۔ جس کی نویں تاریخ نہایت مبارک ومسرت آمیز اور دوشنبہ کا دن بھی فیض ونور سے لبریز ہے، اس لئے کہ اسی تاریخ میں مصلح اعظم، خاتم النبیین، رحیق المختوم، رحمۃ للعالمین، امام اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ساتھ ہی ہمیں یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اسی مہینے کی بارہویں تاریخ کو عالم انسانیت کے سب سے بڑے رہنما اور محسن انسانیت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اس لئے جہاں ہمارے لئے ہزاروں خوشیاں ہیں وہیں لاکھوں غم والم بھی۔

الرحیق المختوم کے مصنف ۷۳۴ پر لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۲/ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو چاشت کی شدت کے وقت پیش آیا۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال چار دن ہو چکی تھی۔ آپ کی ولادت کی تاریخ ۹/ربیع الاول ہے اور وفات کے دن ''جشن عید میلاد النبی'' کے نام سے ہزاروں خوشیاں مناتے ہیں۔ چراغاں کرتے ہیں اور رنگ برنگی لائٹنگ کی سجاوٹ کرتے ہیں۔ (جس سے ہزاروں اور لاکھوں روپیوں کا اصراف ہوتا ہے) پھر مختلف جگہوں پر اسٹیج لگاتے ہیں۔ بڑے بڑے علمائے کرام داد تحسین حاصل کرتے ہیں۔ اور مبالغہ آمیز آپ کی تعریفیں کرتے ہیں اور عوام کو بڑا فریب یہ دیتے ہیں کہ اس دن ذکر خیر کرنا اور اس محفل میں شریک ہو کر آپ کی سیرت پاک کا بیان سننا بہت بہتر اور بڑے اجر وثواب کا کام ہے اور اسی دن کی یاد سال بھر کے لئے کافی ہے۔ وغیرہ وغیرہ (اسلام میں جشن میلاد النبیؐ منانے کی شرعی حیثیت)

یقیناً آپ کی سیرت پاک کا بیان سننا بہتر اور بڑے اجر وثواب کا کام ہے لیکن کیا آج کے یہ سب مروجہ طریقے صحیح اور درست ہیں۔ یا ہمارے اسلاف کا یہ طریقہ رہا ہے؟

جبکہ ہم شب وروز آپ ہی کی سیرت وصورت اور اخلاق واعمال بیان کرتے رہتے ہیں۔ پھر کسی دن کو مخصوص کر کے سال میں صرف ایک بار ذکر خیر کر لینا یہ کہاں کا انصاف اور کس کی سنت ہے؟

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان بھی ان کے ذہن نشین تھا جس میں بدعتی کے اسلام سے خارج ہونے اور اس کی کسی عبادت کے قبول نہ ہونے کا ذکر موجود ہے۔ اگر بزرگوں اور انبیاء کا سالگرہ منانا اور محفل میلاد منعقد کرنا جائز اور صحیح ہوتا تو سب سے پہلے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کا عرس محفل میلاد منعقد کرتے لیکن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی میں نہ کسی عرس کا پتہ چلتا ہے نہ کسی محفل میلاد وجشن سالگرہ کا۔

جس کام کو خود ختم المرسلین وسید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں نہ کیا آپ کے بعد بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام نے اپنی زندگی میں نہ کیا۔ آپ کی ازواج مطہرات اور اہل بیت رضی اللہ عنہم نے نہ کیا تو بعد والوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسے کام کو ایجاد کر کے جاری کریں۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین، تبع تابعین، اور ائمہ اربعہ کا زمانہ آتا ہے لیکن یہ قال اللہ وقال الرسول کی صدا بلند کرنے والے نہ یہ کام کرتے ہیں نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ ان سب کی کتابیں اس بدعت کے ذکر سے خالی ہیں کیونکہ اس زمانے میں اس بدعت کا وجود بھی نہیں ہوا تھا۔

بلکہ تاریخ اسلام کی چھان بین سے پتہ چلتا ہے کہ موصل کے رنگیلے شاہ جو ملت اسلامیہ کا سامری تھا۔ یعنی مظفر الدین کوکبوری بن اربل متوفی ۶۳۰ھ نے عید میلاد ایجاد کی تھی۔ (الاعتصام ۲۰/دسمبر ۱۹۸۵ء لاہور)

عوام کو اس قسم کی تقریب کا خود موقعہ دے۔ چنانچہ عوام نے اسے خوش آمدید کہا اور کاروباری ملاؤں نے اس کی مانگ کے پیش نظر اس کی منادی کر دی۔ بس پھر کیا دیکھنا تھا۔ اس کی دھوم مچ گئی اور اتنی دھوم کہ اب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ عیدین بھی اس کے سامنے ماند پڑ گئیں۔ دیکھئے عید میلاد النبی منانے کے لئے سرکار تو سرپرستی قبول کرتی ہے لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عیدوں کے لئے اس قسم کے اہتمام کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتی۔ چہ خوب!

عید میلاد النبی کے جو طریقے اپنائے جاتے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت، پاکیزگی، عبدیت، اور طہارت سے اسے کچھ بھی نصیب نہیں ہے۔ رقص وسرور، آتش بازیاں، جلوس، گلی کوچوں کی زیب وزینت اور مجالس میلاد کی تزئین وتحسین کے عجمی رنگ وروغن نے تو عید میلاد سے ''محمدیت'' علی صاحبہا الصلوۃ والسلام غائب کر ڈالی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آیئے ہم سب مل کر میلاد منائیں دراصل ولادت باسعادت کی گھڑی مبارک اور خوش آئند ضرور ہے۔ لیکن یہ عید نہیں ہے۔ کیونکہ سچی عید کی خصوصیت یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہوتا: لا صوم فی یومین الفطر والاضحی (بخاری ومسلم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ اس دن آپ روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ تو فرمایا: اس دن میں پیدا ہوا تھا۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صوم يوم الاثنين فمال فيه ولدت وفيه انزل على (رواه مسلم) آپ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی تھی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا تھا۔

اگر آپ لوگوں کو اس دن سے محبت ہے تو اس طرح مناؤ جس طرح خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منایا تھا۔ ہر ہفتہ پیر کے دن روزہ رکھیں اور گھبرائیں نہیں ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر ہمیں یقین ہے۔ جن شکم پرستوں نے جن مقاصد کے لئے عید تخلیق کی ہے۔ وہ اس راہ پر نہیں پڑیں گے۔ کیونکہ جس میں عزت، شرافت، تہذیب، شائستگی، انسانیت اور عبدیت کا رنگ و بو ہو۔ وہ عید ان کو کبھی راس نہ آئے گی۔ بلکہ وہ تو چاہتے یہ ہیں کہ عجمیوں کی طرح عید منائیں، کھائیں، پئیں، بھنگڑا اور ناچ وگانا ہو (الاعتصام)

خدارا۔۔انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ جس دن آپ کی وفات ہو۔ اس دن ہم ہزاروں خوشیاں منائیں۔ بھلا یہ کونسی محبت کا طریقہ ہے؟ معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام میں بدعت کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ کوئی بدعت مستحسن وبہتر ہے بلکہ ہر بدعت خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، قابل مذمت اور موجب دخول جہنم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار (الحديث) ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ بعض حضرات بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کہہ کر لوگوں کو مغالطہ میں ڈال دیتے ہیں۔ اب ان کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی لاج رکھیں۔ اگر ضرور ہی ایسا کرنا ہے تو قوم ہنود میں شامل ہو جائیں۔ کیونکہ وہ اپنے بزرگوں کے تہوار اس طرح مناتے ہیں۔

قارئین کرام! پیدائش پر خوشی، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزاری بلکہ ہے۔ مسلمانی نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لا تجعلوا قبری عیدا (نسائی) تم میری قبر کو عید نہ بناؤ یعنی آپ کے نام پر عید میلاد اور وفات پر عید ایجاد نہ کرنا۔ خدا جانے یہ حدیث پاک ان کے ذہن میں کیوں نہیں اترتی۔

ہمیں بس است اگر در خانہ کس است

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلائے اور گمراہ کرنے والوں کے فتنے سے محفوظ رکھے۔ آمین

مراجع: (۱) اسلام میں جشن عید میلاد النبی منانے کی شرعی حیثیت، (۲) ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۰/ اگست ۱۹۸۵ء

☆☆☆

اہل حدیث کمپلیکس اور اہل حدیث منزل کے دونوں تاریخی اور عظیم تعمیری کاموں کے سلسلہ میں

ایک اعلیٰ سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر۔ ان شاء اللہ

احباب جماعت اور ہمدردانِ قوم وملت کو معلوم ہے کہ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی اور اہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی میں دو عظیم الشان تاریخی بلڈنگوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ اس سلسلہ میں الحمد للہ اہل حدیث کمپلیکس کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل کی تسقیف (ڈھلائی) کا کام ہونے والا ہے اور اُردو بازار میں اہل حدیث منزل کی تیسری منزل تک کی تعمیر کا کام مکمل ہوا چاہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق کے بعد محسنین جماعت وجمعیت کی سخاوت وفیاضی کے مرہون منت ہے۔ مزید تعاون کے لیے احباب جماعت صوبائی جمعیات سے تنسیق کے بعد مساجد میں باضابطہ ومسلسل اعلان کریں۔ اور مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں رقوم ارسال فرمائیں۔

عنقریب ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا ایک اعلیٰ سطحی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔ اس عظیم اور تاریخی خیر کے کام میں اپنا بھرپور حصہ اور کردار ادا کر کے مشکور وماجور ہوں۔

نوٹ: اس سلسلہ میں متعلقہ صوبوں کے ذمہ داران واعیان کو اطلاع کر دی گئی ہے۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

اسلام میں عورتوں کا مقام

ابوعدنان سعید الرحمٰن بن نورالعین سنابلی
المرکز الاسلامی الثقافی الهندی للترجمة والتالیف، نئی دہلی

انسانی زندگی کی گاڑی دو پہیوں یعنی مردوزن پر ٹکی ہوئی ہے اور زندگی کی گاڑی کو رفتار دینے کے لئے ان دونوں پہیوں کی اہمیت مسلم ہے۔ اللہ رب العزت نے جس وقت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی، ان کی انسیت کے لئے حواء علیہا السلام کو پیدا فرما کر نوع انسانی کی افزائش کا سامان مہیا کر دیا۔ مردوخواتین کی جوڑی انسانی زندگی کی بقاء کے لئے ناگزیر ہے۔ مردوزن کی جوڑی کے بغیر انسانی زندگی کی بقاء کا تصور ناممکن ہے۔ انسانی زندگی کے لئے چونکہ دونوں اصناف مستقل اہمیت رکھتے ہیں، اس لئے مذہب اسلام نے ان دونوں کو حد درجہ فضیلت بخشی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ عورت زمانہ جاہلیت میں اور سابقہ ادیان و مذاہب میں مختلف ظلم و جور کے شکار تھی، اس کے تمام تر حقوق سلب کر لئے گئے تھے، گھر میں صنف نازک کی پیدائش کو نہ صرف باعث ننگ و عار اور نحوست کا سبب سمجھا جاتا تھا بلکہ اس نازک کلی کے ساتھ جانوروں کی طرح معاملات کئے جاتے تھے۔ یہ کم و بیش دنیا کے تمام خطوں اور سبھی اقوام و ملل کی حالت تھی اور صنف نازک دنیا کے ہر خطہ میں ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی تھی۔ اسی دور میں ساری دنیائے انسانیت کے لئے عموما اور خواتین کے لئے خصوصا مذہب اسلام کی آمد اس دنیا میں رحمت بن کر ہوتی ہے۔ اس ربانی مذہب نے عورتوں کو فضیلت بخشی اور اس صداقت کا اعلان کیا کہ مرد اور عورت ایک ہی نسل سے ہیں: ”یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً“ (سورۃ النساء/ 1) یعنی لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

مذہب اسلام نے عورتوں کے ساتھ حقیقی انصاف کیا اور مظلومیت اور اتہام کے عقوبت خانے سے نکال کر انسانیت کے مقام رفیع پر فائز کیا اور اعلان کیا کہ اخلاق و روحانیت کے بلند مراتب کی طرف بڑھنے کے لئے شریعت کے دروازے مردوں کی طرح عورتوں پر کھلے ہیں: ”وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا“ (سورۃ النساء/ 124) یعنی اور عورت ہو یا مرد جس نے نیک کام کئے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل بھر ظلم نہیں ہوگا۔

مذہب اسلام نے فیصلہ کیا کہ عورت کے بھی حقوق ہیں، صرف فرائض نہیں (وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ) (سورۃ البقرۃ/ 228) یعنی اور عورتوں کے حقوق مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسا کہ دستور کے مطابق مردوں کے عورتوں پر ہیں۔

یہی نہیں، مذہب اسلام خواتین کو شایانِ شان مقام و مرتبہ عطا کیا، میراث میں حصہ عطا کیا اور عورتوں کی تمام حیثیتوں چاہے وہ ماں ہو، خالہ ہو، بہن ہو، بیٹی ہو، نواسی ہو، دادی ہو، نانی ہو یا پھر کوئی اور خاتون کی حیثیت ہو تمام حیثیتوں کو عزت بخشتے ہوئے انہیں خاطر خواہ مقام بخشا اور خواتین کو فضیلت کی اس بلندی پر فائز کیا کہ سابقہ ادیان و مذاہب میں اس کی مثالیں نہیں ملتیں۔

یہ الگ بات ہے کہ علم و آگہی اور اکتشافات کے اس دور میں جہالت بلکہ جہالت اولیٰ کو رواج دینے کی کوشش کی جارہی ہے اور عورت کو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے برگشتہ کر کے اسے اس مقام رفیع سے محروم کرنے کی سعی نامسعود کی جارہی ہے جس پر اسلام نے اسے فائز کیا تھا۔ جرأت و دلاوری کا یہ عالم ہے کہ فرائض سے فرار کا نام رکھ کر اور باعث صداعزاز ذمہ داریوں کو قید و سلاسل باور کرا کے آزادی نسواں کا جال پھینکا جارہا ہے اور اسلام کے مردِ آزما مردآفرین اور محافظِ ناموسِ نظام کے احسانات کا بدلہ الزام تراشی کی صورت میں دیا جارہا ہے۔ دشمنان اسلام نے یہ شوروغوغا مچا رکھا ہے کہ مذہب اسلام نے خواتین پر ناانصافی کی ہے اور انہیں مناسب حقوق عطا نہیں کئے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں مذہب اسلام کے ذریعہ عورتوں کو عطا کئے گئے مقام و مرتبہ کے تعلق سے کچھ باتیں انتہائی اختصار کے ساتھ ذکر کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ مذہب اسلام نے ذلت کے گہرے گڑھے سے نکال کر خواتین کو کس طرح سے اوج ثریا پر پہنچا دیا ہے۔

سابقہ ادیان و مذاہب میں عورتوں کا مقام : ہر دور میں مظلومی اور محکومی عورت کا مقدر رہی ہے۔ اس کے حصہ میں روشنی کبھی نہیں آئی۔ وہ اذیت اور ذلت کا بوجھ اٹھائے تاریکیوں کے جنگلوں میں بھٹکتی رہی۔ اسلام کی آمد سے قبل کبھی کہیں وہ صنفی امتیاز کے سبب زندہ دفن کر دی گئی تو کبھی شوہر کی وفات پر خودسوزی پر مجبور کی گئی۔ کبھی معمولی اشیاء کی طرح بازاروں میں خرید و فروخت کی گئی تو

کبھی باپ، شوہر یا بیٹے کی ملکیت مانی گئی۔ کبھی اسے شیطان کا ایجنٹ، شر و فساد کا مجسمہ تو کبھی اسے بدی کی جڑ اور معصیت کا دروازہ قرار دیا گیا۔ بحیثیت انسان اسے اس کے جائز مقام اور حقوق سے ہمیشہ محروم رکھا گیا۔

یونان و روم کی تہذیب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عموما عورتوں کو کم درجہ کے مخلوق جانتے تھے۔ (تمدن عرب/ 372) نیز یونانی اپنے اعلیٰ تمدن کے زمانے میں بھی بجز طوائف کے کسی عورت کی قدر نہیں کرتے تھے۔ (تمدن عرب/ 737)

روم میں مرد کی حکومت عورت پر جابرانہ تھی...... جن کا معاشرت میں کوئی حصہ نہ تھا اور شوہر کو اس کی جان پر بھی پورا حق تھا۔ (تمدن عرب/ 737)

یہودیوں کے یہاں بھی عورتوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جاتا تھا۔ ان کے یہاں معاملہ اس قدر خراب تھا کہ عورتوں کو ان کے حیض کے دنوں میں خود سے دور کر دیا کرتے تھے اور ان سے میل ملاپ، ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے ہر طرح کے کاموں سے گریز کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے بارے میں صحیح مسلم/ 302 میں وارد ہے: "ان الیھود کانوا اذا حاضت المرأۃ فیھم لم یواکلوھا ولم یجامعوھن فی البیوت" یعنی یہودی جب عورت کو حیض آجاتا تو اس سے ملنا جلنا، اکٹھے کھانا پینا، ایک جگہ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیتے۔

یہودی روایات کے مطابق عورت ناپاک وجود ہے اور اس کائنات میں مصیبت اسی کے سبب ہے۔ ان کے نزدیک مرد نیک سرشت اور حسن کا کردار کا حامل اور عورت بدطینت اور مکار ہے کیونکہ اس نے آدم کو بہلا پھسلا کر پھل کھانے پر آمادہ کیا جس سے اللہ نے منع کیا تھا۔ یہودی شریعت میں مرد کا اختیار اور عورت کی محکومیت نمایاں ہے۔ عورت باپ کی رضامندی کے بغیر خدا کو راضی کرنے کے لئے منت اور نذر بھی نہیں مان سکتی۔ عورت کو دوسری شادی کا بھی حق حاصل نہیں تھا۔ (اسلام کا معاشرتی نظام از ڈاکٹر خالد علوی ص/ 466)

عیسائی تو ویسے ہی عورت کو ایمان اور روحانیت میں رکاوٹ سمجھا کرتے تھے اور اس سے علاحدگی کو دین سمجھا کرتے تھے۔ ترتولیان جو ابتدائی دور کے ائمہ مسیحیت میں سے تھا، اس کے عورت کے بارے میں نظریات کچھ یوں ہیں: "وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے، وہ شجر ممنوع کی طرف لے جانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی اور خدا کی تصویر، مرد کو غارت کرنے والی ہے"۔ (اسلام کا نظام عفت و عصمت از مولانا محمد ظفیر الدین ص/ 43)

اسلام کی آمد سے قبل عرب سماج بداخلاقیوں کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ عورت کا مقدر ذلت اور پستی تھا۔ اس کی حیثیت ایک معمولی شے جیسی تھی اور ظلم و جبر کا یہ عالم تھا کہ کم سنی میں اس کی زندگی کا چراغ بجھا دیا جاتا تھا، بیٹی کے روپ میں اس کا وجود باعث عار ہوا کرتا تھا۔ مرد کو تمام مالکانہ حقوق حاصل تھے اور عورت ایک غلام بن کر جی رہی تھی۔

قدیم ہندوستان میں عورت کی سماجی حیثیت اور انفرادی شخصیت محرومی، کم مائیگی، ذلت و رسوائی اور ظلم و جبر سے مجروح دکھائی دیتی ہے۔ قدیم ہندوستانی معاشرے میں عورت کی مظلومی اور بے بسی کی یہ انتہا تھی کہ اسے شوہر کی چتا پر نذر آتش کیا جاتا تھا۔ بیواؤں کو یہ باور کروایا جاتا تھا کہ 'ستی' ہو جانے ہی میں ان کی فلاح اور نجات ہے۔ جو بیوائیں خود کو آگ کے سپرد نہیں کرتی تھیں، ان پر کئی پابندیاں اور سخت اصول و ضوابط لاگو تھے۔ بیوہ کا حسن مسخ کیا جاتا تھا اور سر منڈوایا جاتا تھا تاکہ وہ پرکشش نہ لگیں۔ (عورت اور سماج از ڈاکٹر محمد شہزاد شمس ص/ 16)

مذہب اسلام میں عورت کا مقام: یہ اسلام ہی ہے جس نے عورت کو جانوروں جیسی توہین آمیز اور تذلیل و تحقیر کی زندگی سے نجات دلائی اور عزت و وقار بخشا۔ قرآن مجید میں بیویوں کے حقوق پر واضح فیصلہ فرمایا: "وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ" (سورۃ البقرۃ/ 228) اور عورتوں کے لئے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان کے ذمہ ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال وضاحت فرمادی۔ فرمایا: "لوگو! فاتقوا اللہ فی النساء" یعنی عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ یہ تمہارے بعد گھروں کی حفاظت کرنے والیاں ہیں۔ اللہ کے نام پر تم انہیں لے کر آئے اور ان کے ماں باپ نے بھی صرف اللہ کی وجہ سے ان کا نکاح آپ کے ساتھ کیا ہے تو ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

عورت کی سب سے بہتر حیثیت: اگر کوئی خاتون نیک ہے۔ اگر وہ اپنے اوپر عائد الٰہی حقوق اور بندوں کے حقوق میں سے ہر ایک کو ادا کرتی ہے اور نیکی، اچھائی، پاکدامنی، حیاداری، حسن اخلاق اور عفت و عصمت کو اپنی زندگی کا لازمی عنصر سمجھتی ہے تو پھر اسے دنیا کی سب سے بہتر نعمت قرار دیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الدنیا متاع و خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ" یعنی ساری دنیا فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور دنیا میں جس قدر بھی مفید چیزیں ہیں ان میں سب سے بہتر نیک عورت ہے۔ (صحیح مسلم/ 1469)

بحیثیت بیٹی: عورت اگر بیٹی کی حیثیت میں ہے، اسے بھی تحفظ و پیار اسلام نے عطا فرمایا ورنہ عرب تو بچیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من ولدت لہ ابنۃ فلم یئدھا ولم یھنھا ولم یؤثر ولدہ علیھا یعنی الذکر

أدخله الله بها الجنة" یعنی جس کی کوئی بچی پیدا ہوئی اور اس نے اسے نہ تو زندہ درگور کیا، نہ اس کی تحقیر کی اور نہ لڑکے کو اس پر ترجیح دی تو اس بچی کی وجہ سے اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔(مسند احمد ۱/۲۲۳، مستدرک حاکم/7348، امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے اور علامہ احمد شاکر نے اسے حسن قرار دیا ہے۔)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:"لاتكرهوا البنات فانهن المؤنسات الغاليات" یعنی بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ انسیت بخشتی ہیں اور انمول ہوتی ہیں۔(مسند احمد ۴/۱۵۱، شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة/3206)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة أنا وهو كهاتين" وضم أصابعه یعنی جو شخص دو لڑکیوں کو پالے حتی کہ وہ دونوں بالغ ہوجائیں تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ یوں ہوگا اور یہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ملالیا۔(صحیح مسلم/2631)

آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوجائے گی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹیوں سے حد درجہ لگاؤ تھا اور آپ نے اپنی چاروں بیٹیوں زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہن کی اچھے ڈھنگ سے پرورش و پرداخت کی اور ان کی شادی بھی کرادی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی سب سے بڑی صاحبزادی سے لگاؤ کا عالم یہ تھا کہ جب وہ بنو کنانہ کے ہمراہ ہجرت کے لئے نکلیں لیکن انہیں ہبار بن اسود نے پکڑلیا اور آپ کے اونٹ کو حد درجہ نیزے مارا جس سے آپ اونٹنی سے نیچے گر گئیں۔ آپ کے بطن میں بچہ تھا جو گر گیا اور بہت خون بھی ضائع ہوا۔ اس واقعہ کا علم رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنی لخت جگر کو لانے کی مہم پر روانہ کیا چنانچہ زید رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور انہوں نے زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ والوں سے چھپاکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچادیا۔ زینب رضی اللہ عنہا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ یہ میری بیٹی سب سے فضیلت والی بیٹی ہے کیونکہ اس نے میری وجہ سے پریشانی جھیلی ہیں۔(الآحاد والمثاني لابن ابي عاصم /2975، المعجم الكبير للطبراني ۲۲/۴۳۱-۴۳۲، شرح مشكل الآثار للطحاوي/142، مسند البزار/6626، المستدرک للحاکم ۲/۲۰۰-۲۰۱، اس کی سند حسن ہے۔)

اسی طرح سے سب سے چھوٹی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا لاڈو پیار کسی انسان سے مخفی نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے اس قدر پیار کیا کرتے تھے کہ ہمیشہ ان کے احوال کو جاننے کے لئے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور انہیں اچھے کاموں کی نصیحت کیا کرتے تھے اور جب آپ کی لخت جگر کسی چیز کا مطالبہ کیا کرتی تھیں تو عمدہ انداز سے اس کو پورا کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

قربان جایئے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی پدرانہ شفقت پر کہ کبھی آپ کو فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہما کے مابین ناچاقی کی خبریں ملتیں تو اس خوش اسلوبی اور بہتر ڈھنگ سے سلجھاتے کہ کبھی کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی اور میاں بیوی کے مابین پھر وہی الفت ومحبت عود کرآتی تھی۔

بحیثیت بیوی: بلاشبہ عورت اگر بیوی کی حیثیت میں ہو تو مذہب اسلام نے اسے بلند مقام بخشا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے مختلف نصوص کے ذریعہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اور اچھا معاملہ کرنے کی تاکید کی ہے۔ شوہر کو قوام ضرور بنایا لیکن بیوی کے حقوق متعین کئے اور مرد حضرات کو تاکید کی کہ کسی بھی طرح سے بیویوں کے حقوق کی پامالی نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہر حال میں ان کے حقوق کی پاسداری ضروری ہے تاکہ انسانی معاشرہ چین وسکون اور خوشحالی کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن رہے اور امن وامان اور خوشحالی کا ہر طرف دور دورہ رہے۔

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حدیثوں میں خواتین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"خيركم خيركم لأهله" یعنی تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں تم میں سب سے زیادہ بہتر ہوں اپنے گھر والوں کے لئے۔(سنن ترمذی/2523)

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: بیوی کا حق کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:"أن تطعمها اذا طعمت، وتكسوها اذا اكتسيت أو اكتسبت ولاتضرب الوجه ولاتقبح ولاتهجر الا في البيت" یعنی جو تو خود کھائے اسے بھی کھلائے، جو خود پہنے اسے بھی پہنا اور اس کے چہرے پر نہیں مارنا اور اس کو بدصورت، قبیح یا بری بات نہیں کہنا اور اس سے ناراض ہوکر گھر سے باہر علاحدگی اختیار نہیں کرنا۔(سنن ترمذی/1162، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیحہ/284)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"استوصوا بالنساء خيرا، فان المرأة خلقت من ضلع، و ان أعوج

شئ في الضلع أعلاه، فان ذهبت تقيمه كسرته، و ان تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء" یعنی عورتوں سے اچھا سلوک کرو، یہ پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اوپر والا ہوتا ہے۔ اگر آپ اسے سیدھا کرنے چاہیں تو ٹوٹ جائے گی اور اگر چھوڑ دیں گے تو ٹیڑھی رہے گی، اسی حالت میں فائدہ اٹھاؤ اور اس سے اچھا سلوک کرو۔ (صحیح بخاری/ 3331، صحیح مسلم/ 1468)

حیض کی حالت میں بھی اسلام نے صرف مجامعت اور نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور مسجد میں جانے پر پابندی عائد کی ہے باقی اس کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، لیٹنا، کام کاج سب کاموں میں اس کو ساتھ رکھنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسی حالت حیض میں اکٹھے کھاتے پیتے لیٹے باتیں کرتے، ان کی گود میں سر رکھ کر آرام کرتے اور قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے ساتھ مثالی زندگی گزاری اور پوری سیرت مبارکہ ومطہرہ کا مطالعہ کر جائیں، آپ کو کہیں یہ معلوم نہیں چلے گا کہ آپ نے اپنی کسی بھی اہلیہ کی دل آزاری کی ہو اور دل آزاری تو دور کی بات آپ نے کبھی کسی ام المومنین کا دل تک نہیں دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو رہتی دنیا تک اسوہ اور نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا"، یعنی تمہارے لئے رسول اکرم کی زندگی میں بہترین اسوہ ہے۔

بحیثیت ماں: اسلام نے عورت کو ماں کی حیثیت سے بھی عزت وتکریم بخشی ہے۔ اسے سب سے زیادہ اچھے سلوک کا حقدار قرار دیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول! "من أحق الناس بحسن صحبتي"، یعنی لوگوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے ہیں: "أمک"، یعنی تیری ماں۔ سائل اپنے سوال کو دوہراتے ہوئے پوچھتا ہے کہ اس کے بعد میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر کہتے ہیں: أمک یعنی تمہاری والدہ۔ وہ سائل تیسری بار عرض پرداز ہوتا ہے کہ اس کے بعد کون؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں: أمک یعنی تمہاری ماں۔ چوتھی بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: أبوک یعنی تمہارے والد۔ (صحیح بخاری/ 5971، صحیح مسلم/ 2548)

اس حدیث سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ نے عورت کو جب وہ ماں کی حیثیت میں ہوں کس درجہ فضیلت بخشی ہے اور اسے لائق تکریم قرار دیا ہے۔

اسی طرح سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو ماں کے قدموں تلے قرار دے کر اس کی عزت واحترام کو لازم قرار دیا۔ معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں غزوہ میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں آپ سے مشورہ لینے کے لئے آیا ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا تمہاری والدہ بقید حیات ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فالزمها فان الجنة تحت رجليها"، یعنی تم اس کی خدمت کو لازم پکڑو کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے نیچے ہے۔ (سنن نسائی/ 3104، مسند احمد/ 15475، المعجم الكبير للطبراني ۲/ ۲۲۰۲، اس کی سند حسن ہے۔ ملاحظہ ہو: ضعیفہ/ 593)

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ایک حدیث جو زبان زد عام ہے: "الجنة تحت أقدام الأمهات"، یعنی جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ اسے امام ابن عدی الکامل فی ضعفاء الرجال ۱/ ۳۲۵ میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں موسی بن محمد بن عطا منکر الحدیث ہیں۔ (ملاحظہ ہو: ضعیفہ/ 593)

بحیثیت بہن: عورت کو بہن کی حیثیت میں بھی اسلام نے ہی تقدس و احترام دیا ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من كان له ثلاث بنات أو ثلاث أخوات أو ابنتان أو أختان فأحسن صحبتهن واتقى الله فيهن فله الجنة"، یعنی جس انسان کی تین بہنیں یا تین بیٹیاں، دو بہنیں یا دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ بہتر برتاؤ کرے اور ان کے تعلق سے اللہ سے خوف کھائے تو اسے جنت حاصل ہوگی۔ (سنن ترمذی/ 1835، الأدب المفرد للبخاری/ 79، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رضاعی بہن (دودھ شریک) حذافہ بنت حارث سعدی جو شیماء رضی اللہ عنہا کے نام سے معروف ہیں، کے ساتھ یوں حسن سلوک فرمایا کہ ان کے لئے کھڑے ہوئے، اپنی چادر بچھا کر اس پر بٹھایا اور ارشاد فرمایا: "مانگو، تمہیں عطا کیا جائے گا، سفارش کرو، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ (السيرة لابن هشام ۲/ ۴۵۸، الروض الأنف في شرح السيرة النبوية لابن هشام للسهيلي ۴/ ۲۴۶، تاريخ الرسل والملوك للطبري ۲/ ۶۴، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد للامام محمد بن يوسف الصالحي الشامي ج۴/ ص ۳۳۳، دلائل النبوة للبيهقي ج۵/ ص ۱۹۹)

اس مثالی کرم نوازی کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا: ''اگر چاہو تو عزت وتکریم کے ساتھ ہمارے پاس رہو''۔ واپس جانے لگیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تین غلام اور ایک لونڈی نیز ایک یا دو اونٹ بھی عطا فرمائے۔ جب مقام جعرانہ میں انہی رضاعی بہن سے ملاقات ہوئی تو بھیڑ بکریاں بھی عطا فرمائیں۔ (سبل الھدی والرشاد ج ۴/ص ۳۳۳)

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی رضاعی بہن سے حسن سلوک ہر بھائی کو احساس دلانے کے لئے کافی ہے کہ بہنیں کس قدر پیار اور حسن سلوک کی مستحق ہیں۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے محض اپنی نو یا سات بہنوں کی دیکھ بھال، ان کی کنگھی چوٹی اور اچھی تربیت کی خاطر بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ (صحیح مسلم/ 3638,3641)

بحیثیت خالہ: اسی طرح عورت کو بحیثیت خالہ بھی ماں کے برابر ہی قرار دیا گیا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''الخالة بمنزلة الأم'' یعنی خالہ ماں کے مرتبے میں ہے۔ (سنن ابوداود/ 2278)

امام ذہبی نے ''الکبائر'' میں کہا ہے کہ حسن سلوک، عزت و اکرام اور صلہ رحمی میں خالہ ماں کے مرتبے میں ہے۔ (ملاحظہ ہو: شرح بلوغ المرام للشیخ ابن عثیمین ۵/ ۲۰۳)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے ایک عظیم گناہ سرزد ہوگیا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تمہاری ماں بقید حیات ہیں؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: کیا تمہاری خالہ زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جاؤ، ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (سنن ترمذی/ 1904، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترھیب/ 2504)

ایک موقع سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میرے سبھی سہیلیوں کی کنیتیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''فاکتني بابنک عبدالله یعنی تم اپنے بیٹے یعنی اپنے بھانجے کے نام پر کنیت رکھ لو۔ چنانچہ ان کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ (سنن ابوداود/ 4970)

ان حدیثوں کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خالہ بھی ماں کی طرح محترم ہوتی ہیں اور ان کی تعظیم وتوقیر اور عزت واحترام ضروری ہے۔

بحیثیت پھوپھی: مذہب اسلام نے عورت کو پھوپھی کی حیثیت میں بھی اونچا مقام عطا کیا ہے۔ پھوپھی کا رشتہ ایک پاکیزہ رشتہ ہے۔ پھوپھی کی عظمت اور علومرتبت دیکھنا ہو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کے تعامل کو دیکھنے سے اس رشتہ کی فضیلت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آیت کریمہ ''وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ'' نازل ہوئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں میں چنندہ اشخاص کو جمع کیا اور ان میں آپ کی چہیتی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا: یاصفیة عمة رسول الله لا أغنی عنک من الله شیئا یعنی اے اللہ کے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں تمہیں اللہ سے کچھ بھی نہیں بچاسکوں گا۔ لہٰذا، اپنے آپ کو اللہ سے بچانے کا سامان کرلو۔ (صحیح بخاری/ 2753، صحیح مسلم/ 206)

آپ دیکھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھوپھی کے رشتے کو کس قدر اہمیت دی ہے کہ آپ نے اولین دعوت جنہیں دی ان میں آپ کی چہیتی پھوپھی بھی تھیں اور انہیں مخاطب کرکے انہیں انذار کا اپنا فریضہ انجام دیا۔

یہی صفیہ رضی اللہ عنہا نے غزوہ احد میں جب شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے ان کی شجاعت کی داد تحسین دی اور ان کی شجاعت کو سراہا۔ (مسند احمد/ 1418، شیخ البانی نے ارواء الغلیل/ 711 میں صحیح قرار دیا ہے۔)

غور کریں کہ عورت کو عزت دینے والا صرف اسلام ہے۔ دوسرے ادیان باطلہ نے تو کھیل تماشے اور شہوت پرستی اور حصول تسکین کے لئے شوپیس بنا کر انہیں ذلیل و رسوا کیا۔ جب تک دل لگا رہا محبت کی اور جب دل بھر گیا اسے چھوڑ دیا اور اس گندے چال چلن نے ماں، بیٹی، بہن کا تقدس ہی ختم کرکے رکھ دیا ہے۔ عورتیں غور کریں کہ ان کی ناموس، عفت، عصمت اور نسوانی وقار کا محافظ اسلام ہے یا کفر؟ پھر یہ سوچیں کہ انہیں اسلام کے ساتھ مخلص ہونا چاہئے یا کفر کی مماثلت اختیار کرنی چاہئے، اس کے گندے طریقوں سے؟

بہرحال مذہب اسلام نے خواتین کو ہر طرح کے حقوق عطا کئے ہیں اور ان کی عفت وعصمت کے تحفظ کا سامان بھی کیا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ عورت محض کھیل تماشہ بن کر رہ جائے اور لوگ اپنی عیاشی اور شہوت پرستی کے لئے انہیں استعمال کریں۔ مذہب اسلام نے عورتوں کو حق زندگی، حق میراث، حق تعلیم، حق خلع، حق نکاح، حق مہر اور دیگر بہت سارے حقوق عطا کئے ہیں جو دیگر آزادی نسواں کے نعرہ بلند کرنے والے لوگوں کے یہاں ندارد ہی نہیں بلکہ ان حقوق کا ادنی تصور بھی موجود نہیں ہے۔

☆☆☆

مایوسی وناامیدی کی شرعی حیثیت، اسباب وعلاج

عبدالمنان شکراوی
اہل حدیث منزل، دہلی

انسانی زندگی میں نشیب وفراز آتے رہتے ہیں۔خوشی وغمی،خوشحالی وتنگ دستی اس کا خاصہ ہیں۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنی امیدوں سے بڑھ کر بہت کچھ پاتا ہے تو کبھی ناکامیاں چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں اور مایوسی کا شکار ہوجاتا ہے۔اسلام میں اچھی اور بری خصلتوں کی پوری تفصیل ہے۔مایوسی کو بری عادت شمار کیا جاتا ہے اور اس کی قباحت کے سلسلے میں قرآن وحدیث میں بے شمار آیات واحادیث موجود ہیں۔ہم یہاں مایوسی کی شرعی حیثیت،اس کے اسباب وعلامات اور علاج پر تفصیلی بحث کریں گے۔

مایوسی کا مطلب ہے کہ جو اس کا شکار ہوا ہے اب اس کا مقصد ومطلوب کبھی پورا نہیں ہوگا۔مایوسی سے انسان کی امیدیں ختم ہوجاتی ہیں۔یہ ایسی بیماری ہے جس میں بہت لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔لیکن اسباب مختلف ہوتے ہیں:

مایوسی وناامیدی کے اسباب میں خالق کائنات اللہ رب العزت سے متعلق نادانی وجہالت اور اس کی رحمت بیکراں سے عدم واقفیت،اس کے فضل،کرم اور احسان سے لاعلمی ہے۔

کچھ لوگ اس وجہ سے مایوس وناامید ہوجاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کے معاملے میں وہ غلو وافراط سے کام لیتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ اس کی رحمت سے مایوس وناامید ہوجاتے ہیں۔خوف اتنا ہونا چاہئے کہ وہ آپ کو گناہوں ونافرمانیوں سے باز رکھے۔اس سے زیادہ کی قطعا ضرورت نہیں ہے کیونکہ زیادتی مایوسی کا شکار بنادے گی،علاوہ ازیں اللہ کی رحمت سے مایوسی کی جو ممانعت آئی ہے بندہ اس کا بھی مرتکب ہوگا۔

بعض لوگ اس وجہ سے بھی مایوسی کا شکار ہوجاتے ہیں کہ ان کو مایوس وناامید لوگوں کی صحبت حاصل ہوتی ہے۔ایسے لوگوں کے ساتھ رہنا،ان کی باتوں کو خاموشی سے سنتے رہنا اور ان سے متاثر ہونا اس سے بندہ خود بھی مایوسی کا شکار ہوجاتا ہے۔

مایوسی وناامیدی کی ایک وجہ صبر وتحمل کی کمی اور نتائج برآمد ہونے کی جلدی بھی ہوتی ہے۔خاص طور پر جب انسان سخت آزمائش کا شکار ہوتا ہے اور یہ کیفیت لمبے عرصے تک برقرار رہتی ہے تو مایوسی اسے گھیر لیتی ہے۔

مایوسی وناامیدی دنیا سے گہرے تعلق اور اس میں انتہا درجے کے انہماک سے بھی پیدا ہوتی ہے۔کوئی موقعہ گنوادیا یا کوئی جائداد نہ مل سکی یا جاہ ومنصب،مال واولاد اور فراوانی وکشادگی ہاتھ سے جاتی رہی تو بھی انسان مایوسی کا شکار ہوجاتا ہے۔ان آیات کریمہ میں یہی چیز بیان کی گئی ہے:وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ (الروم:۳۶) ترجمہ:''اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ خوب خوش ہوجاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو ایک دم وہ محض ناامید ہوجاتے ہیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ (حم السجدہ:۴۹) ترجمہ:''بھلائی کے مانگنے سے انسان تھکتا نہیں اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس اور ناامید ہوجاتا ہے۔''

ایک اور موقعہ پر فرمایا:وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا (الاسراء:۸۳) ترجمہ:''اور انسان پر جب ہم اپنا انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ بدل لیتا ہے اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ مایوس ہوجاتا ہے۔''

ناامیدی کے اسباب:مایوسی وناامیدی کی بہت سی صورتیں اور متعدد شکلیں ہیں جو سب کی سب رنج وغم کا باعث ہوتی ہیں اور بےچینی پیدا کرتی ہیں نیز انسان کی دنیوی واخروی مصلحتوں کو ختم کرکے رکھ دیتی ہیں۔

سب سے خطرناک مایوسی اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت سے ناامیدی ہے۔جب آدمی کو یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ ہلاک وبرباد ہوگیا،ناکام ونامراد ہوگیا تو اس کی امید اور اللہ کی رحمت ومغفرت کا لالچ ختم ہوجاتا ہے۔نیک عمل میں اس کی دلچسپی ختم ہوجاتی ہے اور کاہلی وگمنامی کے غار میں اپنے آپ کو دھکیل دیتا ہے۔

انسان اپنے اوپر توبہ اور امید کا دروازہ کیوں بند کرلیتا ہے؟ حالانکہ اللہ کا فرمان ہے:قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر:۵۳) ترجمہ:(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم

اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ کفار وغیرہ میں سے تمام ہی گنہگاروں کو توبہ اور رجوع الی اللہ کی دعوت دے رہی ہے اور یہ بھی بتا رہی ہے کہ گناہوں کی مقدار سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور ان کا حجم کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ توبہ واستغفار کرنے والوں کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

انسان اپنے اوپر امید کا دروازہ کیوں بند کر لیتا ہے؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: بے شک اللہ نے جس دن رحمت کو پیدا کیا اس دن سو رحمتیں پیدا فرمائیں ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھ لیں اور ایک رحمت کو اپنی پوری مخلوق میں تقسیم کر دیا۔ اگر کافر کو اللہ کی پوری رحمت کا پتہ چل جائے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہو اور مومن کو اللہ کے تمام عذابوں کا پتہ چل جائے تو وہ جہنم سے مامون نہ ہو۔ (بخاری)

انسان اپنے اوپر امید کا دروازہ کیوں بند کر لیتا ہے؟ حالانکہ بھلائی کے دروازے بہت اور مغفرت کے اسباب یعنی فرائض ونوافل، واجبات ومستحبات، سخاوت وحسن سلوک، ذکر ودعا وتلاوت قرآن کریم بے شمار ہیں۔ جو شخص یوم جزا وسزا پر اپنی نیکیوں کا پلڑا بھاری کرنے کی غرض سے اللہ کی اطاعت وفرماں برداری اختیار کرے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرے وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے آج کس نے روزہ رکھا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ پھر پوچھا: آج کون جنازے کے پیچھے چلا یعنی شریک ہوا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہی پھر جواب دیا: میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ پھر آپ نے دریافت کیا: آج تم میں سے مریض کی عیادت کس نے کی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی نے کہا: میں نے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے اندر یہ ساری خصلتیں جمع ہو جائیں وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس کی خطائیں مٹا دی جاتی ہیں گرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ (بخاری ومسلم)

مصائب ومشکلات سے چھٹکارہ نہ ملنا بھی مایوسی وناامیدی کا شکار ہونے کی وجوہ میں سے ہے۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ جب ان پر مشکلات آتی ہیں اور رنج وغم چاروں طرف سے انہیں گھیر لیتے ہیں نیز یہ مصیبتیں ایک کے بعد ایک آتی رہتی ہیں تو وہ جسمانی مرض کا شکار ہو جاتا ہے یا مالی خسارے سے دوچار ہوتا ہے یا عہدہ ومنصب ہاتھ سے نکل جاتا ہے، کبھی بانجھ پن، اہل وعیال کی جانب سے نافرمانی اور قطع تعلقات کی نوبت آجاتی ہے۔ کبھی گھبراہٹ، ناامیدی ومایوسی کا مرض لاحق ہو جاتا ہے اور صبر ورضا کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے لگتا ہے اور ان اسباب سے انسان امید وبیم کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ کی ذات سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہی تو ہے جو قحط وخشک سالی کے بعد بارش کے ذریعے مردہ زمین کو پھر زندگی عطا کر کے ہرا بھرا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہی ہے جس نے حضرت ایوب علیہ السلام کو عرصہ دراز تک موذی مرض میں مبتلا رہنے کے بعد بھی شفا عطا فرمائی۔ وہی ہے جس نے حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد سے نوازا۔ وہی ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون کے ظلم وجبر سے نجات دی۔ وہی ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جانے کے بعد بھی صحیح وسلامت رکھا۔ وہی ذات تو ہے جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ سے اس وقت بچا لیا جب کہ وہ غار ثور میں قیام پذیر تھے۔ وہ اگر اپنے پیروں کی طرف بھی دیکھتے تو آپ کو دیکھ لیتے لیکن اس کے باوجود ان کی آپ تک رسائی نہ ہو سکی اور آپ نجات پا گئے۔ ان سب واقعات کا قرآن کریم میں تفصیل سے ذکر ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کی تلاوت اور اسے سمجھ کر پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھنا مایوسی سے نکال کر نئی زندگی عطا کرے گا۔

غم وآلام جس قدر بھی ہوں اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا فضل وکرم بے پایاں، بخشش عام اور اس کی رحمت وسیع ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ گناہ یا ناتا توڑنے کی دعا نہ کرے اور جلدی نہ کرے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! جلدی کے کیا معنیٰ؟ فرمایا: یوں کہے میں نے دعا کی۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ قبول ہو گی۔ پھر ناامید ہو جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔" (مسلم)

نافرمانوں اور گنہگاروں کی توبہ سے مایوسی: جب آپ گنہگاروں کی کثرت اور برائیوں کے سیل رواں کو دیکھیں تو ہرگز ناامید نہ ہوں اور امید کا دامن ہرگز نہ چھوڑیں بلکہ نصیحت، خیر خواہی اور بہتر طریقے سے بھلائی کی طرف دعوت کے سلسلے میں اپنے کردار کو سمجھیں اور عملی اقدامات کریں۔ ایسے میں اپنی گفتگو، اخلاق وکردار سے بہترین نمونہ پیش کرنا چاہئے۔ نصیحت وخیر خواہی کی اپنی ایک اہمیت ہے اس کو کسی بھی حال میں نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا اللّٰهُ

مُهۡلِكُهُمۡ اَوۡمُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا قَالُوۡا مَعۡذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ (الاعراف:۱۶۴) ترجمہ:''اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ بالکل ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت سزا دینے والا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لئے اور اس لئے کہ شاید یہ ڈر جائیں۔''

آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ لوگوں کی غفلت ولاپرواہی کے نتیجے میں ان کی ہلاکت وبربادی کا فیصلہ کریں یا حقوق کی پامالی کریں یہ سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ملک اسی کا ہے اور ہدایت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین ہے۔

ناامیدی ومایوسی کا علاج: مایوسی ایک نامراد مرض ہے جس کے علاج کے کچھ شرعی نسخے ہیں ان کو اپنا کر انسان اس موذی ومہلک مرض سے نجات حاصل کرسکتا ہے:

۱۔ اللہ اور اس کے اسماء وصفات پر ایمان: کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات جو اس کی رحمت ومغفرت، اس کی جود وسخا، بردباری اور لطف واحسان پر دلالت کرتی ہیں بندے کو ان کا علم ہوگا اور ان پر ایمان لائے گا تو وہ اس کے رحمت ومغفرت، جود وسخا، فضل وکرم کا امیدوار رہے گا اور مایوسی دور ہوجائے گی۔ بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ خوف ورجا کے درمیان زندگی گذارے اللہ سے ڈرے بھی اور اس کی رحمت کی امید بھی رکھے نیز گناہوں اور نافرمانی کے کاموں سے اجتناب بھی کرے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے: اِنَّهُمۡ كَانُوۡا يُسٰرِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ وَيَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَ كَانُوۡا لَنَا خٰشِعِيۡنَ (الانبیاء:۹۰) ترجمہ:''یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے۔ اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔''

۲۔ اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھے اور اس کی رحمت کا امیدوار رہے: بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے رب کے بارے میں اچھا گمان رکھے اور ان آیات قرآنی واحادیث نبویہ پر غور وفکر کرتا رہے جن میں اللہ کے فضل وکرم، عفو ودرگذر اور اس کی رحمت ومغفرت کا ذکر ہے ساتھ ہی شریعت، تقدیر، ثواب اور کرامت کے سلسلے میں اس کی حکمت جن چیزوں کی متقاضی ہے ان کے اسباب بھی اختیار کئے جائیں۔ مصیبت زدہ چھٹکارے سے اور مال وجان کی آفت میں مبتلا شخص یا بانجھ عورت اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں کیونکہ اللہ کا فضل وکرم عظیم اور اس کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ وہ جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں۔ اور اگر مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: اللہ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا، میں تجھے بخشتا رہوں گا چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہنچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات اور ڈر کی پرواہ نہیں ہے۔ اے آدم کے بیٹے! تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرنے لگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہ ہوگی۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے ملے (مغفرت طلب کرنے کے لئے) لیکن میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا۔ (یعنی تجھے بخش دوں گا۔) (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں میں سے کچھ لوگ جنہوں نے خوب قتل کئے اور خوب زنا کا ارتکاب کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ جو کہتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ یقیناً اچھی ہے۔ لیکن یہ بتائیے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کئے ہیں وہ اسلام لانے سے معاف ہوں گے یا نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: وَالَّذِيۡنَ لَا يَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَايَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِىۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلَا يَزۡنُوۡنَ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ يَلۡقَ اَثَامًا (الفرقان:۶۸) ترجمہ:''اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کردیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔'' نیز یہ آیت نازل ہوئی: قُلۡ يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ لَاتَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ (الزمر:۵۳) ترجمہ: (میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ۔''

۳۔ اللہ کے قضاء وقدر پر مکمل رضا مندی کے ساتھ صبر: جب انسان یہ جان لیتا ہے کہ جو کچھ بھی ہوا وہ اللہ کے فیصلے سے وقوع پذیر ہوا تو اس کا دل آرام وسکون

پالیتا ہے۔اور کسی بھی چیز کے کھونے کا غم نہیں ہوتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَہَا ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ''(الحدید:۲۲)ترجمہ:''نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ (خاص) تمہاری جانوں میں،مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے،یہ (کام) اللہ تعالیٰ پر (بالکل) آسان ہے۔تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہوجایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اترا جاؤ،اور اترانے والے شیخی خوروں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔''

لہٰذا ایک مسلمان کے لئے فراخی کے دنوں میں شکر وحمد اور مصیبت وآزمائش کے ایام میں صبر ودعا سے زیادہ نفع بخش کچھ نہیں ہے۔اس سے ایک مسلمان طاقتور اور چاق وچوبند رہتا ہے اس کے بعد کتنے ہی فتنے اور مصیبتیں وآزمائشیں آئیں اس پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔اس نے اپنے بندوں سے مشکل کے بعد آسانی اور تنگی کے بعد فراخی کا وعدہ کر رکھا ہے۔حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:مومن کا معاملہ بھی کس قدر عجیب ہے کہ اس کے لیے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے۔یہ صرف مومن کے لیے ہے کسی اور کے لئے نہیں۔اگر اسے خوشی وشادمانی حاصل ہوتی ہے تو وہ رب کا شکر گذار ہوتا ہے جس میں اس کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے اور (اس کے برعکس) اگر کسی نقصان سے دوچار ہوتا ہے تو صبر وشکیبائی کا دامن تھامے رہتا ہے اور اس میں بھی اس کے لئے خیر ہی خیر ہے۔(مسلم)

۴۔انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتدا:انبیاء کرام علیہم السلام کو کس قدر مسائل ومشکلات سے دوچار ہونا پڑا،صبر وثبات قدمی،استقلال واستقامت کے بے شمار نمونے اور مثالیں قرآن کریم کے اندر آپ کو مل جائیں گے۔سینکڑوں سال انہوں نے اپنی قوموں کو اللہ کے دین کی طرف بلایا۔اس میں انہوں نے ذرہ برابر کوتاہی نہیں کی۔مصیبت پر صبر،اللہ کے سلسلے میں حسن ظن اور مصیبت وآزمائش کے وقت اللہ ہی سے لو لگانے کی بہترین مثال حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی میں موجود ہے جب انہوں نے اپنے عزیز ترین بیٹے یوسف علیہ السلام کو کھو دیا پھر دوسرے بیٹے بنیامین کو بھی کھو دیا اس کے باوجود صبر وشکیبائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اللہ کی ذات سے امید برابر لگائے رکھی اور پھر ایک دن وہ بھی آیا کہ دونوں بیٹے مل گئے اور یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کی شکل میں دیکھنا نصیب ہوا۔لہٰذا ہمیں ان کی زندگی سے سبق لینا چاہئے اور یاس وناامیدی کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دینا چاہئے۔

☆☆☆

ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر، نئی دھلی

کے مختلف اداروں کے لئے باصلاحیت افراد کی ضرورت

❑ **جامعه اسلامیه سنابل، نئی دهلی:**

■ **ایک آفس اسسٹنٹ رکلرک:** (بی اے/بی کام) مدارس کے فارغ طلباء کو ترجیح دی جائیگی۔کمپیوٹر پر کام کرنے کا تجربہ لازمی ہے۔

❑ **معهد عثمان بن عفان لتحفيظ وتجويد القرآن الكريم، جوگابائی:**

■ عمید (پرنسپل) (حافظ ومجوّد،عالم وفاضل) حفظ وتجوید اور قرأت قرآن کی تدریس کے ساتھ جسے کم از کم تین سال کا انتظامی امور کا تجربہ ہو۔

❑ **شعبهٔ دعوت وتبليغ:**

■ تین باصلاحیت وتجربہ کار مبلغین جو کسی مستند اور معتبر اسلامی درسگاہ سے فارغ التحصیل ہوں۔

نوٹ: ❍ ESI اور PF کی سہولت ❍ ادارہ کے تمام تعلیمی اداروں میں بچوں کے لئے مفت/رعایتی حصول تعلیم کی سہولت ❍ تجربہ کار افراد کے لئے فیملی کی رہائش کا رعایتی انتظام بھی کیا جاسکتا ہے ❍ تنخواہ حسب صلاحیت وتجربہ ❍ مستقل ہونے کے بعد سالانہ اضافہ ❍ تنخواہ کے علاوہ رعایتی طور پر تنہا قیام وطعام کی سہولت ❍ امیدواروں کا رسوم وبدعات اور تعویذ وگنڈہ نیز بیڑی،سگریٹ،گٹکھا اور پان وغیرہ سے اجتناب کے ساتھ صحیح عقیدہ ومسلک کا حامل ہونا ضروری ہے۔

● خواہشمند حضرات اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواستیں،بایوڈاٹا،اسانید کی نقول اور تین عدد فوٹو کے ساتھ ۲۰/نومبر ۲۰۱۹ تک درج ذیل پتہ پر بھیجیں۔

سکریٹری ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر

4/جوگابائی،جامعہ نگر،پوسٹ بکس نمبر 9755،نئی دہلی 110025

فون:011-26981827,26983020 فیکس:011-26989538

E mail: akaiac@mail.com

قیلولہ اور اس کے فوائد

فضل الرحمٰن بن لعل محمد پورلیاوی
صاحب گنج، جھارکھنڈ

الحمدلله والصلاة والسلام على رسول الله محمد وعلى آله وصحبه اجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

ہر انجن کو راحت کی ضرورت ہوتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ ان سب کے حصول راحت کا طریقہ جداگانہ ہوتا ہے۔ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے بہترین انجن، بہترین ڈھانچہ اور سب سے پیاری صورت میں پیدا کیا، اسے بھی راحت کی اتنی ہی ضرورت پڑتی ہے جتنی کہ مچھلی کو پانی کی۔

ان راحت رساں اشیا میں سے ایک نیند ہے جو رب کائنات کی طرف سے اپنی مخلوقات کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے، اس عظیم تحفے سے انبیاء علیہم السلام بھی مستغنی نہیں رہے، بلکہ جسد خاکی اس کے تئیں اتنا بے بس ہے کہ مشکل ترین گھڑی میں بھی وہ اسے دبوچ لیتی ہے

انسان کے سونے کے مختلف اوقات ہوتے ہیں، ان میں سے بعض شرعاً مکروہ ہے، جیسے: صلاۃ عشا سے پہلے سونا جبکہ بعض کی شرعاً ترغیب آئی ہے۔ آخر الذکر میں سے دوپہر کو سونا بھی ہے جسے عربی میں ”قیلولہ“ کہا جاتا ہے۔ (ابن اثیر رحمہ اللہ نے کہا: القيلولة: الاستراحة نصف النهار، وان لم يكن معهانوم يقال: قال يقيل قيلولة، فهو قائل: (النهاية في غريب الحديث الأثر ٤/١٣٣) ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: وهي النوم في وسط النهار عند الزوال وما قاربه من قبل أو بعد (فتح البارى ١١/٧٠)

زیر نظر تحریر میں اس کی شرعی حیثیت اور اس کے فوائد کو قلم بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

قیلولہ کی شرعی حیثیت: محترم قارئین: ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام نے چند سیکنڈ کو بھی کافی اہمیت دی ہے: نماز میں قراءت فاتحہ کے بعد مصلی کی تامین فرشتوں کی تامین (جو دو چار سیکنڈ میں ہی ادا ہو جاتی ہے) سے موافقت ہونے پر سابقہ گناہیں بخش دیے جانے کا مژدہ سنایا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اذا أمن الامام فأمنوا، فانه من وافق تامينه تأمين الملائكة، غفر له ما تقدم من ذنبه (صحيح بخارى ٧٨٠، صحيح مسلم ٤١٠) جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے گی، اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

قرآن کریم سے قیلولہ کا ثبوت: شریعت نے تین اوقات میں نوکروں اور گھر ہی کے دیگر افراد کو کسی کے خاص کمرہ میں داخلے کے لیے اجازت طلب کرنے کا حکم دیا ہے، ان میں سے ایک قیلولہ کا وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنۢ بَعْدِ صَلَوٰةِ الْعِشَآءِ (النور:٥٨) اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: یعنی قیلولہ کا وقت، اس لیے کہ انسان اس وقت بالائی کپڑے اتار کر اپنے اہل وعیال کے ساتھ آرام کرتے ہیں۔

سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں قیلولہ کی جگہ کو جنتیوں کے لیے بطور انعام واکرام کے پیش کیا ہے۔ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيلًا (الفرقان: ٢٤) جنتی اس دن اچھی جگہ ٹھہریں گے اور دوپہر گزارنے کو عمدہ مقام پائیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا: انما هي ضحوة، فيقيل أولياء الله على الأسرة مع الحورالعين ويقيل أعداء الله مع الشياطين مقرنين (تفسير ابن كثير ٦/١٠٤) یقیناً اس وقت اللہ تعالیٰ کے ولی (جنتی) اپنی حوروں کے ساتھ دوپہر کو آرام فرمائیں گے اور شیطان کے ولی (جہنمی) شیطانوں کے ساتھ جکڑے ہوئے دوپہر کو گھبرائیں گے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے دن رات کی نیند کو اس کے عظیم نشانیوں میں شمار کیا ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (الروم:٢٣) اور اس کی نشانیوں میں سے تمہاری رات اور دن کی نیند ہے اور تمہارا اس کے فضل (یعنی روزی) کو تلاش کرنا ہے، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور سے سنتے ہیں۔

احادیث رسول ﷺ سے قیلولہ کا ثبوت: آپ ﷺ صحابہ کرام کو قیلولہ پر ابھارتے تھے اور فرمایا کرتے تھے قيلوا فان الشياطين (لاتقيل

(المعجم الاوسط للطبرانی (ح:۲۸) امام البانی نے الصحیحہ (ح:۱۶۴۷) میں اس کی سند کو حسن کہا ہے) تم لوگ قیلولہ کیا کرو اس لیے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔

امام مناوی رحمہ اللہ نے (التیسیر بشرح الجامع الصغیر (۲/۲۰۱) میں لکھا ہے۔ (لا تقیل) من القیلولة وهی النوم فی الظهیرة فتندب لاعانتها علی قیام اللیل "لا تقیل" قیلولہ سے ماخوذ ہے اور قیلولہ دوپہر کے وقت سونے کو کہتے ہیں، اس سے قیام اللیل میں مدد ملتی ہے اس لیے یہ عمل مندوب ہے اور فیض القدیر علی شرح البخاری (۴/۵۳۱، ح۶۱۶۸) میں ہے: وعمل السلف والخلف علی أن القیلولة مطلوبة لاعانتها علی قیام اللیل سلف اور خلف کا اس پر عمل تھا اور یہ مانتا تھا کہ قیلولہ صلاۃ تہجد کے لیے معاون ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیلولہ سنت ہے، جس طرح سحری روزہ رکھنے میں معاون ہوتی ہے، اسی طرح قیلولہ صلاۃ تہجد میں معاون ہوتا ہے۔ (احیاء علوم الدین للغزالی (۱/۱)

خود آپ ﷺ سفر وحضر میں اس پر مواظبت برتتے تھے، ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے کہا "ان رسول الله ﷺ قال یوما فی بیتها، فاستیقظ وهو یضحك، قالت: یا رسول الله مایضحك؟ (صحیح بخاری :۲۸۹۴) رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ان کے گھر قیلولہ کیا، پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، اس پر ام حرام نے کہا: یارسول اللہ ﷺ کون سی چیز ہے جو آپ کو ہنسا رہی ہے؟

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان النبی ﷺ کان یأتیها فیقیل عندها فتبسط له نطعا فیقیل علیه (صحیح البخاری ۶۲۸۱، صحیح مسلم ۲۳۳۲) نبی ﷺ ان کے یہاں تشریف لاتے تھے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے لیے ملائم چمڑے کا ایک ٹکڑا (بستر پر) بچھا دیتی، آپ ﷺ اس پر قیلولہ فرماتے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: انه غزا مع رسول الله ﷺ قبل نجد، فلما قفل رسول الله ﷺ قفل معه، فأدركتهم القائلة فی واد كثیر العضاه، فنزل رسول الله ﷺ وتفرق الناس یستظلون بالشجر، فنزل رسول الله ﷺ تحت سمرة وعلق بها سیفه، ونمنا نومة (صحیح بخاری ۲۹۱۰) وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے تو یہ بھی آپ کے ہمراہ واپس لوٹے۔ راستے میں قیلولے کا وقت ایک ایسی وادی میں ہوا جس میں بکثرت خاردار (ببول کے) درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی وادی میں پڑاؤ ڈالا اور صحابہ کرام بھی درختوں کا سایہ حاصل کرنے کے لیے پوری وادی میں پھیل گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈالا اور اپنی تلوار اس درخت سے لٹکا دی اور ہم لوگ سو گئے۔

سلف صالحین کے اقوال واعمال: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اس پر مواظبت برتتے تھے، بلکہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں مزدوروں کو قیلولہ پر مجبور کرتے تھے۔

سائب بن یزید رحمہ اللہ نے کہا کہ کان عمر رضی الله عنه یمر بنا نصف النهار أو قریبا منه فیقول : قوموا فقیلوا، فما بقی فللشیطان (صحیح الادب المفرد ۹۳۹) عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے دوپہر کو یا اس کے قریب گزرتے تھے اور کہتے تھے، اٹھو، جا کے قیلولہ کرو، اب جو باقی رہ گیا ہے وہ شیطان کے لیے ہے۔

مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بلغ عمر، أن عاملا له لایقیل، فكتب الیه عمر: قل، فانی حدثت ان الشیطان لا یقیل (مصنف ابن ابی شیبه ۲۷۲۱۱) عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ان کا ایک مزدور قیلولہ نہیں کرتا ہے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھ کر اسے قیلولہ کا حکم دیا اور فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ بے شک شیطان قیلولہ نہیں کرتا ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ اس اثر کے تحت لکھتے ہیں: وان كان موقوفا فمثله لایقال من قبل الرأی، بل فیها اشعار بأن هذا الحدیث كان معروفا عندهم، ولذلك لم یجد عمررضی الله عنه ضرورة للتصریح برفعه (سلسله صحیحه ۴/۲۰۳) یہ اگرچہ موقوف ہے لیکن اس طرح کی بات اپنی رائے واجتہاد سے نہیں بیان کی جاتی ہے، بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے درمیان یہ حدیث مشہور تھی، اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مرفوعا بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كنا نبكر بالجمعة ونقیل بعد الجمعة (صحیح بخاری ۹۰۵) کہ ہم لوگ نماز جمعہ کو جلدی ادا کیا کرتے تھے اور جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: كنا نصلی مع النبی ﷺ الجمعة ثم تكون القائلة (صحیح بخاری ۹۴۱) کہ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرتے تھے پھر قیلولہ ہوتا۔

خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نوم أول النهار خرق، وأوسطه خلق، وآخره حمق (ابن حجر فتح الباری ۱۱/۷۰) میں اور علامہ البانی صحیح الادب المفرد (۱۲۴۲) میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے) دن کے ابتدائی حصہ میں (صلاۃ فجر کے بعد) سونا جہالت ہے، اور اس کے درمیانی حصہ میں (ظہر کے بعد) سونا ممدوح

صفت ہے اور اس کے آخری حصہ میں (مغرب سے پہلے) سونا بیوقوفی کی دلیل ہے۔

قیلولہ کے فوائد: یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسان اپنی ساخت، سجاوٹ وبناوٹ کے کمال وجمال کی بنا پر سب سے افضل قرار پایا ہے، اس کے باوجود اسے مختلف مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، جن میں دماغی الجھن، اعصابی نظام کی گڑبڑی، یادداشت کی کمزوری وغیرہ شامل ہیں۔ ان پر قابو پانے کے لیے اسے اپنے لائحہ عمل میں تبدیلی لاکر طرز اسلامی کو گلے لگانا ہوگا۔

نفسیات کے ماہرین کے مطابق دوپہر ایک بجے سے تین بجے کے درمیان آدھے گھنٹے سے ڈیڑھ گھنٹے تک آرام کرنے سے مذکورہ جملہ پریشانیوں میں کافی حد تک کمی واقع ہوتی ہے اور خصوصا طلبہ علم کے لیے بے حد مفید ہے، مثلا: ذہن کی نشو ونما، مطالعہ میں لگن، تعلیم ویادداشت میں استحکام وغیرہ۔

قیلولہ کے سائنسی وطبی تحقیقات سے کئی اور فوائد سامنے آئے ہیں، چند ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ قیلولہ کے بعد اگلے کئی گھنٹے تک انسان چاق وچوبند رہتا ہے۔

۲۔ قیلولہ کرنے والے افراد بہت حد تک دل کی بیماریوں میں مبتلا ہونے سے بچ جاتے ہیں۔

۳۔ قیلولہ کرنے سے نشاط میں اضافہ اور ذہنی دباؤ میں کمی واقع ہوتی ہے۔

۴۔ قیلولہ کے بعد بلڈ پریشر میں کمی، خون کے نظام میں بہتری کے ساتھ فالج اور ہارٹ اٹیک کے خطرے میں بھی کمی ہوتی ہے۔

۵۔ ذہنی دباؤ کے مریض کے قیلولہ کرنے سے اس کے ذہنی دباؤ میں کمی واقع ہوتی ہے۔

۶۔ طبی جریدے پلسون (۲۰۱۴م) میں شائع ایک تحقیق کے مطابق دوپہر کو سونے کے بعد لوگوں کی یادداشت میں قوت وتیزی پیدا ہوتی ہے۔

۷۔ جب کہ ۲۰۱۵ء میں جریدے ''پرسنلٹی اینڈ ویزل ڈیفرینس'' میں شائع ایک تحقیق میں بتایا گیا کہ مشکل کام سے پہلے کچھ دیر قیلولہ کرنا کام کرنے کے دوران میں ذہنی پریشانی کے خطرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

۸۔ ۲۰۱۷م کی طبی تحقیق کے مطابق دوپہر کو سونے سے بیماریوں کے خلاف جسم کا دفاعی نظام زیادہ بہتر طریقے سے کام کرتا ہے۔

۹۔ ایک تحقیق میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ قیلولہ کے عادی طالب علم میں جسمانی توانائی بڑھتی ہے اور مزاج بھی خوشگوار ہوتا ہے۔

۱۰۔ ۲۰۱۰م میں ایک طبی جریدے پروگریس انڈین ریسرچ میں شائع کے مطابق دوپہر کو سونا دماغی افعال میں بہتری کا باعث بنتا ہے۔

القيلولة سنة نبوية وفوائدها صحية ونفسية، الأستاذ، الدكتور عبدالحليم العويس، الاعجاز الطبى فى حديث "قيلوا فان الشيطان لا يقيل" عادل الصعدى، مجلة العلوم النفسية، عام ۲۰۰۲م الاشراف: الدكتور اسكالانتى، مؤسسة النوم الوطنية الامريكية، قیلولہ اور اس کے فوائد ہائے اسلامک وسائنٹفک پوائنٹ، محمد مزمل عبدالسلام)

قیلولہ کرنا سنت ہے، اس پر آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مواظبت برتتے تھے۔ قیلولہ کرنے سے اتباع سنت رسول کے ساتھ ساتھ دماغی دباؤ میں کمی اور بے شمار جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق جو احادیث وارد ہوئی ہیں یقیناً اس میں امت کے لیے اور حکمتیں پوشیدہ ہوں گی، مگر صد ہائے افسوس کہ ہم آج سنت نبوی کو فراموش کرتے جارہے ہیں، جبکہ دوسری طرف جدید تجربات وتحقیقات اور سائنسی انکشافات سے کتاب اللہ اور سنت رسول میں موجود حکمت ودانائی کی موتیاں مزید نکھرتی چلی جارہی ہیں، اس کے باوجود آپ کو ایسے افراد مل جائیں گے جو اسے عبث اور ضیاع وقت بتاتے ہوئے نہیں تھکتے ہیں، حالانکہ انہیں یاد ہونا چاہیے کہ یہ افضل البشر کے قول وفعل سے بکثرت ثابت ہے، اگر یہ عبث اور ضیاع وقت ہوتا تو یقیناً آپ ﷺ اپنے قیمتی ولا محدود اوقات کو ان لایعنی کاموں کی نذر نہ کرتے۔

مزید انہیں یہ بھی ذہن نشیں کرلینا چاہیے کہ انسانی عمریں امانت الٰہی ہوتی ہیں بروز قیامت اسکے متعلق باز پرس ہوگی، جیسا کہ ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لا تزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن عمره فيما أفناه، وعن علمه فيما فعل فيه، وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه، وعن جسمه فيما أبلاه (جامع ترمذی، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے، صحیح ترغیب وترہیب ۱۲۶) بروز قیامت بندے کے دونوں پیر اس وقت تک (رب کے سامنے سے) نہیں ہٹیں گے جب تک کہ اسے عمر کے بارے میں سوال نہ کرلے کہ اس کو کس میں گنوایا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس کے ذریعے سے کیا عمل کیا، اور اس کے مال ودولت کے بارے میں کہ اسے کہاں سے حاصل کیا اور کہاں پر صرف کیا، اور اس کے جسم کے متعلق کہ اس کو کس میں فنا کیا؟ ان کے مطابق کیا آپ ﷺ نے لا محدود اوقات کو بے سود کاموں کے حوالہ کرکے۔ نعوذ باللہ خیانت کا ارتکاب کیا۔

انہیں یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ طریقہ محمدی ہی سب سے افضل، سب سے بہتر اور مکمل کامیابی کا ضامن ہے، اس کے باوجود اگر انہیں لگے کہ قیلولہ ضیاع وقت ہے اور اس کے بغیر روزمرہ کے اعمال، ادارے اور مکاتب کے نظام اکمل اور احسن طریقے سے چل رہے ہیں تو انہیں اپنا احتساب اور وضع کردہ قوانین پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہمیں ہر چھوٹی بڑی سنت کی تعظیم اور اس پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین

☆☆☆

زندگی کا حوصلہ

مولانا عبدالوہاب حجازیؔ

ماند پڑجائے نہ دیکھو زندگی کا حوصلہ
سرد پڑجائے نہ رب کی بندگی کا حوصلہ

زندگی مومن کی ہیراشش پہل ہے دوستو
زندہ و پائندہ رکھنا خواجگی کا حوصلہ

سیرت احمد جہاں میں امن کا واحد چراغ
ظلمتوں سے بچ کے رکھ اس روشنی کا حوصلہ

ہر بدی ہر راہ پر راحت کا ساماں بن گئی
خیر کو کچھ اور بخشو دل بری کا حوصلہ

خیر و شر کی جنگ میں کیا ہے نیا؟ کیا ہے قدیم؟
جذبۂ اخلاص کو دو تازگی کا حوصلہ

گوشۂ راحت میں چھُپ کر بیٹھ رہنا بزدلی
خیر و شر کی جنگ میں رکھ سروری کا حوصلہ

علم کی سرحد نہیں کوئی، نہ تھک کر بیٹھ جا
لمحہ لمحہ زندہ رکھ، رکھ آگہی کا حوصلہ

دولت دنیا کی فطرت میں ہوس آمادگی
قلتِ راحت میں رکھ زندہ دلی کا حوصلہ

شرک دامن کش ہے ہر پل دین کا ایمان کا
چاہیئے چٹان جیسا مخلصی کا حوصلہ

عظمت کردار سے لاریب ہے فتح قلوب
پیش کر عمرین و عثمان و علی کا حوصلہ

دُھند سی چھائی ہے اعمال مسلمانی پہ آہ
اے حجازیؔ چاہیئے ذکر جلی کا حوصلہ

رپورٹ: شعبۂ تنظیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر

پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس مارچ ۲۰۲۰ء میں

امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کا نصیحت آمیز اور بصیرت افروز خطاب اور رہنمائی ☆ ملک وملت، جماعت اور انسانیت کے متعلق اہم فیصلے اور قرار دادیں ☆ اہل حدیث منزل کے تعمیراتی منصوبے کی تکمیل اور اہل حدیث کمپلیکس میں عظیم الشان عمارت اور آڈیٹوریم کے لیے چندہ ☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام بارہواں دس روزہ آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلّمین کے انعقاد کی ستائش۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مورخہ ۱۳/ اکتوبر ۲۰۱۹ء مطابق ۱۳/ صفر ۱۴۴۱ھ، اتوار کو مقررہ وقت کے مطابق دس بجے صبح زیر صدارت امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند محترم جناب مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوا جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے آئے اراکین اور صوبائی جمعیات اہل حدیث کے ذمہ داران نے شرکت کی۔ اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

۱- خطاب امیر

۲۔ گزشتہ کارروائی کی خواندگی وتوثیق

۳۔ رپورٹ ناظم عمومی

۴۔ رپورٹ ناظم مالیات اور مرکزی جمعیت کے تعمیراتی کاموں کے لیے مالیات کی فراہمی کے لیے غور وخوض

۵- پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے انعقاد پر غور وخوض

۶۔ دعوتی واصلاحی، ملکی وملی اور عالمی مسائل پر غور وخوض

۷۔ جمعیت کے مالی استحکام کے لیے غور وخوض

۸۔ دیگر امور باجازت صدر

اجلاس کا آغاز مولانا سید حسین مدنی صاحب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ پھر حسب ایجنڈا امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے نہایت پر مغز، حکیمانہ، نصیحت آمیز اور ایمان افروز خطاب فرمایا۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں حمد وصلاۃ کے بعد موقر حاضرین کی خدمت میں پر جوش ہدیہ خوش آمدید واہلا وسہلا ومرحبا پیش کیا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعوت وارشاد، تعلیم وتربیت، تزکیہ نفس، ورع وتقوی، اتحاد واتفاق، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسانیت کی خدمت نیز اسلام کی تعلیمات کو برادران وطن تک پہنچانے کی ضرورت پر زور دیا، اور دہشت گردی اور داعش اور اس جیسی دیگر دہشت گرد تنظیموں کی سخت الفاظ میں مذمت کی۔ اس اجلاس میں مرکزی جمعیت کے ناظم عمومی جناب مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے جملہ شعبہ جات مثلا شعبہ استقبالیہ، دفتری امور، شعبہ دعوت وارشاد، شعبہ تعلیم وتربیت، شعبہ تنظیم، شعبہ نشر واشاعت، مکتبہ ترجمان، میڈیا سیل، شعبہ افتاء ومجلس تحقیق علمی، شعبہ احصائیات، شعبہ تعمیرات، شعبہ مالیات، شعبہ رفاہ عامہ، شعبہ قومی وملی امور وغیرہ کے تحت اللہ تعالیٰ کی توفیق ومدد اور امیر محترم کی پر خلوص عملی وسرگرم رہنمائی اور شبانہ روز کاوشوں اور فکرمندیوں اور احباب جماعت کے تعاون سے جو سرگرمیاں اور خدمات انجام پائی ہیں ان کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ جس کی بعض اصلاحات کے بعد توثیق کی گئی۔ ناظم مالیات جناب الحاج وکیل پرویز صاحب نے حسابات پیش کیے جس پر ہاؤس نے اطمینان وخوشی کا اظہار کیا۔ میٹنگ میں جمعیت کے کاموں کا بھی جائزہ لیا گیا اور آئندہ دعوتی، تعلیمی، تنظیمی، تعمیراتی اور رفاہی منصوبوں اور انسانی خدمات کو مہمیز دینے پر غور کیا گیا۔ علاوہ ازیں جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل کے تعمیراتی منصوبے کی تکمیل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارت کے لئے چندہ ہوا اور ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔ میٹنگ میں ایک اہم فیصلہ یہ بھی کیا گیا کہ مرکزی جمعیت کے زیر اہتمام پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس مارچ ۲۰۲۰ء میں منعقد ہوگی جس کے کنوینر مرکزی جمعیت کے ناظم مالیات جناب الحاج وکیل پرویز صاحب ہوں گے۔ اس میٹنگ میں ملک وملت اور عالمی مسائل سے متعلق اہم اور انتہائی اہمیت کی حامل قرار داد وتجاویز منظور کی گئیں۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کی مشکلات کا بنیادی سبب دین سے دوری ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ اور صحابۂ کرام کی سیرت وکردار کی روشنی میں اپنی اصلاح کریں اور دوسروں کو بھی انسانیت کا بھولا ہوا سبق یاد دلائیں۔ قرارداد میں بین المذاہب مکالمہ کی ضرورت پر زور دیا گیا کیونکہ دنیا کی بیشتر آبادی اسلام کی تعلیمات سے ناآشنا اور مختلف قسم کی غلط فہمیوں کا شکار ہے۔ اجلاس میں ملکی اور عالمی تناظر میں مسلکی اتحاد اور باہمی احترام کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اپیل کی گئی کہ ہر مسلک کے لوگ ایک دوسرے کے خلاف اظہار خیال اور سوشل میڈیا پر منفی تبصرہ کرنے سے گریز کریں۔ کچھ شرپسند عناصر اپنے ذاتی مفاد یا قوم کے اندر خلفشار پیدا کرنے کی غرض سے سلفیت کو نشانہ بناتے رہتے ہیں جو کہ ایک بیجا وقابل نفریں اور ملت کے لئے نقصان دہ عمل ہے۔ اسی طرح اندرونی طور پر بعض ذمہ داران کے من مانے اور بے اصولی کاموں پر تنبیہ کی گئی اور سختی سے کہا گیا کہ وہ امیر سے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کریں۔ قرارداد میں بارہویں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ دعاۃ ومعلمین کے انعقاد کو مفید ترین ولائق ستائش مانتے ہوئے اس پر مبارکباد پیش کی گئی۔ بابری مسجد سے متعلق عدالت میں روزانہ سماعت کا خیر مقدم کیا اور اسے اطمینان بخش قرار دیا نیز اپنے اس موقف کا اعادہ کیا کہ فاضل عدالت اس سلسلے میں جو بھی فیصلہ کرے گی وہ انہیں قابل قبول ہوگا۔ ملک کی جیلوں میں محبوس نوجوانوں کے مقدمات کو جلد سے جلد نمٹانے کی اپیل کی گئی نیز عدالت سے باعزت بری ہوئے نوجوانوں کو مناسب معاوضہ دئے جانے کا مطالبہ کیا گیا۔ ملک اور بیرون ملک ہونے والے دہشت گردانہ واقعات نیز داعش جیسی انتہاپسند ودہشت گرد تنظیموں کی سخت مذمت کی گئی۔ ملک میں این آر سی کے نفاذ کو مبنی برانصاف قرار دیتے ہوئے اس کی آڑ میں ایک خاص طبقہ کو ذہنی اذیت میں مبتلا رکھنے کی منفی کوشش کی مذمت کی گئی۔ اور جن لوگوں کے نام شامل ہونے سے رہ گئے ہیں انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ان کا مسئلہ حل کرنے کی اپیل کی گئی۔ سوشل میڈیا اور پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کو بعض کمیونٹیز کے خلاف پروپیگنڈہ اور انہیں بدنام کرنے کے لئے استعمال کئے جانے کی مذمت کی گئی۔ اخوت وبھائی چارگی کا ماحول بنانے اور ملک کے شہریوں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والے موب لنچنگ کے واقعات کی مذمت کرتے ہوئے تمام مذہبی قائدین ودھرم گروؤں سے اپیل کی گئی کہ وہ موب لنچنگ کو روکنے کے لئے اپنی منصبی ذمہ داری ادا کریں نیز حکومتیں شرپسند عناصر کے خلاف کڑی کارروائی کریں۔ مختلف صوبوں میں سیلاب سے ہونے والے جانی ومالی نقصانات پر اپنے رنج وغم اور متاثرین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا نیز باشندگان وطن اور حکومتوں سے اپیل کی گئی کہ سیلاب زدگان کی زیادہ سے زیادہ امداد کریں۔ روز افزوں بے روزگاری، مہنگائی، رشوت خوری پر اپنی تشویش کا اظہار کیا گیا اور ان کے خاتمہ کے لئے حکومتوں سے موثر اقدام کرنے کی اپیل کی گئی۔ قرارداد میں کشمیر سے متعلق اس موقف کو واضح کیا گیا کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ حصہ ہے، کشمیری ہمارے بھائی ہیں اور ان کا دکھ درد پورے ملک کا ہم وغم ہونا چاہیے۔ اور دفعہ ۳۷۰ کے خاتمے کو لیکر طالع آزماؤں اور سادہ لوحوں کو کسی طرح کی بدامنی پھیلانے کا موقعہ نہیں دیا جانا چاہئے اور نہ ہی کسی کو طرح کے پروپیگنڈہ کا شکار ہونا چاہئے۔ برصغیر میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کو تشویش کی نگاہ سے دیکھا گیا اور سنجیدہ گفتگو کے ذریعہ تمام مسائل حل کرنے کی اپیل کی گئی۔ سعودی عرب کی تیل تنصیبات پر حملہ کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی اور اصل مجرمین کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ فلسطین میں اسرائیل کی ظالمانہ وجارحانہ کارروائیوں کی مذمت کرتے ہوئے عالمی برادری سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی اپیل کی گئی۔ علاوہ ازیں ملک وملت کی اہم شخصیات کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا گیا۔

قرار داد کا متن:

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا احساس ہے کہ مسلمانوں کی مشکلات کا بنیادی سبب دین سے دوری اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی مہجوری ہے جس کے نتیجے میں ہماری زندگیوں میں اسلامی تعلیمات کا فقدان، نئی نسل کی صالح تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بے راہ روی کا بڑھتا ہوا رجحان اور دنیا کی حرص وطمع نیز مادیت کا طوفان بپا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ دوبارہ کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ اور صحابۂ کرام کی سیرت وکردار کی روشنی میں اپنی اصلاح کریں اور دوسروں کو بھی انسانیت کا بھولا ہوا سبق یاد دلائیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس بین المذاہب مکالمہ کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ کیونکہ دنیا کی بیشتر آبادی اسلام کے عقیدہ توحید اور دیگر اسلامی تعلیمات سے ناآشنا اور مختلف قسم کی غلط فہمیوں کا شکار ہے اسی طرح انسانوں خاص طور سے برادران وطن کے درمیان جو دوریاں پیدا ہوگئی ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذہب کے بارے میں صحیح علم نہ رکھنے کی وجہ سے غلط فہمی میں مبتلا ہیں لہٰذا اس سلسلے میں ترجیحی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملکی اور عالمی تناظر میں مسلکی اتحاد اور باہمی احترام کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اپیل کرتا ہے کہ ہر مسلک کے لوگ ایک دوسرے کے خلاف اظہار خیال اور سوشل میڈیا پر منفی تبصرہ کرنے سے گریز کریں۔ کسی بھی مسلک کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا دانشمندی نہیں بلکہ برے نتائج کا پیش خیمہ ہے۔

☆ وقتاً فوقتاً کچھ شر پسند عناصر سلفیت کو اپنے ذاتی مفاد یا قوم کے اندر خلفشار پیدا کرنے کی غرض سے نشانہ بناتے رہتے ہیں۔کبھی دہشت گرد تنظیموں کو اس کا شاخسانہ اور کبھی اسے انتہا پسند نظریہ باور کرانے کی بیجا و قابل نفریں کوشش کرتے رہتے ہیں جس کو مجلس عاملہ کا یہ اجلاس سرے سے خارج کرتا ہے اور اس طرح کے شعوری یا غیر شعوری طور پر دئے گئے بیانات کی پرزور مذمت کرتا ہے ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی دہرانے میں اسے کوئی پس وپیش نہیں ہے کہ جس قدر سلفیت نے دہشت گردی کی بیخ کنی اور اس کی مذمت نیز اس کے خلاف عوام الناس کو آگاہ و متنبہ کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا۔اس کے باوجود اس طرح کی شر انگیزی سمجھ سے بالاتر اور قوم وملت کے لئے انتہائی خطرناک اور نقصان دہ ہے۔

☆ انسان کی زندگی میں تعلیم وتربیت اور ٹریننگ کی بڑی اہمیت ہے۔اس سے اصلاح کے ساتھ ساتھ فعالیت، منظّم طریقے سے زندگی گزارنے اور احساس ذمہ داری کے ساتھ قوم وملت اور انسانیت کی خدمت کا سلیقہ بھی آتا ہے۔اس تناظر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس بارہویں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ دعاۃ ومعلمین کے انعقاد کو مفید ترین ولائق ستائش مانتے ہوئے اس پر مبارکباد دیتا ہے اور سلسلہ کو جاری رکھنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس بابری مسجد کے بارے میں روزانہ سماعت کا خیر مقدم کرتا ہے اور اسے اطمینان بخش قرار دیتے ہوئے اس پر حیرت وافسوس کا اظہار کرتا ہے جو معاملہ کے عدالت میں زیر سماعت ہونے کے باوجود اپنے بیانات سے باشندگان وطن کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ہندوستانی مسلمانوں کا شروع ہی سے یہ موقف رہا ہے کہ فاضل عدالت اس سلسلے میں جو بھی فیصلہ کرے گی وہ انہیں قابل قبول ہوگا، لیکن بہت افسوسناک امر ہے کہ کچھ لوگ اپنے بیجا بیانات سے ذہنی الجھن پیدا کرنے کی سعی نامشکور کر رہے ہیں۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کی جیلوں میں محبوس نوجوانوں کے مقدمات کو جلد سے جلد نمٹانے کی اپیل کرتا ہے۔علاوہ ازیں جو نوجوان عدالت سے باعزت بری ہوئے ہیں ان کو مناسب معاوضہ دیا جائے اور ان افسران کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے جو فرضی ثبوتوں کی بنیاد پر نوجوانوں کو گرفتار کرکے سرخروئی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک اور بیرون ملک ہونے والے دہشت گردانہ واقعات نیز داعش جیسی انتہا پسند ودہشت گرد تنظیموں کی سخت مذمت کرتا ہے اور اپنے اس موقف کا اعادہ کرتا ہے کہ دہشت گردی عصر حاضر کا سب سے بڑا ناسور ہے اور یہ پوری انسانیت کا مشترکہ مسئلہ ہے۔علاوہ ازیں یہ اجلاس دہشت گردی کی آڑ میں ایک خاص کمیونٹی کو مورد الزام ٹھہرانے کے رویہ کو سراسر ناانصافی اور غیر انسانی حرکت قرار دیتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک میں دراندازی کے خلاف قانونی کارروائی کو مبنی برانصاف قرار دیتا ہے لیکن این آرسی کی آڑ میں ایک خاص طبقہ کو ذہنی اذیت میں مبتلا رکھنے کی منفی کوشش کی مذمت کرتے ہوئے حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایسے عناصر کے خلاف سخت کاروائی کرے جو این آرسی کے حوالہ سے جانبدارانہ بیان دے کر فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو متاثر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں نیز این آرسی میں جن لوگوں کے نام شامل ہونے سے رہ گئے ہیں انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ان کا مسئلہ حل کیا جائے۔

☆ مجلس عاملہ کے اجلاس کا یہ احساس ہے کہ کچھ لوگ سوشل میڈیا اور پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کو بعض کمیونٹیز کے خلاف پروپیگنڈہ اور انہیں بدنام کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ایسے میں حالات کا تقاضہ ہے کہ سوشل میڈیا وغیرہ پر ہونے والے جھوٹے پروپیگنڈوں کا سنجیدہ طریقہ سے مدلل اور موثر جواب دیا جائے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس برادران وطن سے منظّم اور بڑے پیمانے پر رابطہ کرکے فرقہ وارانہ ماحول کے منفی اثرات سے آگاہ کرنے، اخوت وبھائی چارگی کا ماحول بنانے اور ملک کے شہریوں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے اور آپسی تعاون کے لئے موثر کوشش کرنے کی ضرورت اور اس کے خلاف بیانات کی انتظامیہ کو تحریری شکایت دینے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والے موب لنچنگ کے واقعات کی مذمت کرتے ہوئے تمام مذہبی قائدین ودھرم گروؤں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ موب لنچنگ کو روکنے کے لئے سنجیدہ ہوں اور اپنی منصبی ذمہ داری ادا کریں نیز حکومتیں شر پسند عناصر کے خلاف کڑی کارروائی کریں تاکہ اس خطرناک رجحان پر لگام لگائی جاسکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کے مختلف صوبوں میں سیلاب سے ہونے والے جانی ومالی نقصانات پر اپنے رنج وغم اور متاثرین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے نیز باشندگان وطن اور حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ مصیبت کی اس گھڑی میں سیلاب زدگان کی زیادہ سے زیادہ امداد کریں۔مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اپنی ذیلی اکائیوں سے بھی خصوصی اپیل کرتا ہے کہ وہ سیلاب زدگان کی زیادہ سے زیادہ امداد وراحت رسانی میں حصہ لیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس روز افزوں بے روزگاری، مہنگائی، رشوت خوری پر اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے کیونکہ ان سے ملک کے باشندے پریشان ہیں اور یہ ایسے مسائل ہیں جو زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کرتے ہیں اور ان کے نتیجے میں لوٹ مار، چوری، ڈاکہ زنی اور دھوکہ دہی کو فروغ ملتا ہے لہٰذا مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس

ان کے خاتمہ کے لئے حکومتوں سے موثر اقدام کرنے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس کشمیر سے متعلق اپنے اس موقف کو واضح کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ حصہ ہے اور کشمیری ہمارے بھائی ہیں اور ان کا دکھ درد پورے ملک کا ہم و غم ہونا چاہئے۔ کشمیر سے متعلق جس طرح پروپیگنڈوں، افواہوں اور اندیشوں کے ذریعہ مایوسی پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے اس سے متعلق یہ اجلاس ملک وملت، انسانیت اور تمام اہل وطن کی بہتری وبھلائی کی خاطر سنجیدہ، چوکنا اور ہوشیار رہنے کی اپیل اور امن وشانتی، آپسی بھائی چارہ وقومی یکجہتی، ہمدردی وغمگساری کا ماحول بنائے رکھنے کی تلقین کرتا ہے اور کشمیری بھائیوں کے معاملے اور دفعہ ۳۷۰ کے خاتمے کو لیکر دشمنوں وطالع آزماؤں نیز حاسدوں کو اگر کسی طرح کی بدامنی پھیلانے کا موقعہ ملتا ہو، اس سے باز رہنے کی اپیل کرتا ہے۔ اور پوری قوت ایمانی وفراست وحکمت کے ساتھ آئین ودستور اور حب الوطنی کی روشنی میں حالات کا سامنا کرنے پر زور دیتا ہے، اسی میں ملک وملت کی بھلائی ہے۔

☆ برصغیر میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کو مجلس عاملہ کا یہ اجلاس تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دونوں ملکوں کے حکمرانوں سے امید کرتا ہے کہ وہ سنجیدہ گفتگو کے ذریعہ تمام مسائل حل کریں گے کیونکہ جنگ کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں بلکہ تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس سعودی عرب کی تیل تنصیبات پر حملہ کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اصل مجرمین کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ مشرق وسطی میں امن وامان کو بحال کرنا اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہے جو لوگ حوثی باغیوں کو شہ دے رہے ہیں ان کو قانونی گرفت میں لانا ناگزیر ہے تاکہ خطہ میں امن وامان قائم رہے۔ سعودی حکومت نے حملہ کے بعد جوابی کارروائی کی طاقت رکھنے کے باوجود جس صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل ستائش ہونے کے ساتھ پوری دنیا کے لئے امن وشانتی کا پیغام بھی ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس فلسطین میں اسرائیل کے ظلم وبربریت اور وہاں کے معصوم باشندوں کے قتل عام کی سخت مذمت کرتا ہے اور اقوام متحدہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے قیام کے مقاصد کو سمجھتے ہوئے اسرائیل کی جارحیت اور ظلم وبربریت پر قدغن لگائے۔ مشرق وسطی میں بدامنی کی سب سے بڑی وجہ اسرائیل کا ظالمانہ رویہ ہے اس کو عالمی قوانین کا پابند بنا کر خطہ میں امن وشانتی قائم کرنا اور فلسطین میں امن وامان بحال کرنا عالمی برادری کی ذمہ داری ہے۔

☆ مجلس عام کا یہ اجلاس مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ کے جواں سال صاحبزادے محمد خلجی، مدرسہ مطلع العلوم خندق بازار میرٹھ کے استاذ اور ناظم عمومی کے بھائی جناب عبدالرحیم، صوبائی جمعیت اہلحدیث آندھرا پردیش کے سابق امیر جناب محمد عبدالرحمٰن فاروقی، عالم اسلام کی مایہ ناز علمی وتحقیقی شخصیت مولانا ابوالاشبال شاغف بہاری، معروف سماجی سیاسی ملی وتعلیمی شخصیت چیئرمین بہار اسٹیٹ فوڈ کمیشن پروفیسر محمد سلام، ناظم جامعہ اسلامیہ دریاباد ڈاکٹر عتیق الرحمٰن عتیق بستوی کی والدہ ماجدہ، ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب کی دونوں ہمشیرہ، مولانا ابورضوان محمدی سابق ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر کی والدہ، رنگپور کلیا نیپال کے محترم انس یاسین، شیخ العرب والعجم اور سابق امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث ہریانہ مولانا حکیم محمد اسرائیل ندوی، ناگپور کی معروف سماجی وتعلیمی شخصیت محمد یونس انصاری، ناظم عمومی کی جواں سال برادرزادی، المعہد العالی کے استاذ مولانا عزیز احمد سلفی کے سمدھی انور احمد، شہری جمعیت اہلحدیث حیدرآباد وسکندرآباد کے امیر مولانا شفیق عالم خان کے تایا وخسر جناب نصیر عالم خان، صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے قائم مقام امیر جناب مشتاق احمد صدیقی کی بہو اور نواسی، مولانا عبدالودود عمری مدنی مرحوم کے صاحبزادے اور مولانا عبدالقدوس عمری امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مدھیہ پردیش کے بھتیجے عزیزم عبداللہ، جامعہ ریاض العلوم دہلی کے استاذ مولانا محمد طلحہ ندوی اور مولانا حافظ جلال الدین قاسمی کے والد محترم جناب مطیع اللہ چوہدری وغیرہ کے انتقال پر رنج وغم کا اظہار اور ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے نیز اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ مرحومین کی لغزشوں سے درگزر اور حسنات وخدمات کو قبول فرماکر جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا کرے اور پسماندگان اوراعزاء واقرباء کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العلمین

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی
نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	26/-
چمن اسلام اول	20/-
چمن اسلام دوم	30/-
چمن اسلام سوم	28/-
چمن اسلام چہارم	28/-
چمن اسلام پنجم	35/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	167/-

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام بارہواں دس روزہ آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ و معلمین کا اختتامی اجلاس کل شام بعد نماز مغرب

دہلی: ۱۲/اکتوبر ۲۰۱۹ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام بارہواں دس روزہ آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ و معلمین کا اختتامی اجلاس کل مورخہ ۱۳/اکتوبر ۲۰۱۹ء کو بعد نماز مغرب اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوگا جس میں پورے ملک سے آئے ہوئے شرکائے ریفریشر کورس کو مقتدر علمی و سماجی شخصیات، اہم مسلم تنظیموں کے ذمہ داران اور موقر اراکین عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند و ذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث کے ہاتھوں توصیفی اسناد وغیرہ دیئے جائیں گے۔ ان باتوں کی جانکاری مولانا اصغر علی امام مہدی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں دی۔

امیر محترم نے فرمایا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اس دس روزہ آل انڈیا ریفریشر کورس جس کا آغاز مورخہ ۴/اکتوبر ۲۰۱۹ء کو ہوا تھا جس میں تقریبا پورے ملک سے ائمہ، دعاۃ و معلمین شریک ہیں ان کی ہمہ جہت تربیت وٹریننگ کے لیے مختلف علوم وفنون کی اہم شخصیات، اساتذۂ جامعات و یونیورسٹیز کی خدمات حاصل کی گئیں اوران کے پر مغز محاضرے ہوئے۔ اور یہ سلسلہ کل تک جاری رہے گا۔

امیر محترم نے کہا کہ کوشش کی گئی کہ اس ریفریشر کورس میں تعلیم وتربیت اور اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں ائمہ و دعاۃ اور معلمین کی رہنمائی کی جائے اور ملک وملت و انسانیت کے لیے مفید امور سے ان کو آگاہ کیا جائے تا کہ وہ نسل نو کی تعلیم و تربیت، سماج کے فلاح و بہبود اور ملک وملت اور انسانیت کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

امیر محترم نے فرمایا کہ اس اہم ریفریشر کورس میں علوم القرآن- اہمیت، ضرورت، منہجیت، علوم الحدیث- اہمیت، ضرورت، منہجیت علم العقائد والکلام، ثوابت دین اور متغیرات کی تحدید و تعیین- اصول وضوابط، خارجیت کے مظاہر اور اس کا علاج، غلو- اسباب وعلاج، طائفہ منصورہ کے خصائص وممیزات اور مختلف ادوار میں اس کا تسلسل، اسلامی شریعت کے خصائص وممیزات، افتاء کی ضرورت اور اس کے بنیادی اصول، دعاۃ الی اللہ کی زندگی میں وقت کی تنظیم- اہمیت، ضرورت اور طریقۂ کار، دعوت الی اللہ وسائل و اسالیب اور تکثیری معاشرہ میں داعی کا کردار، کامیاب داعی کے، اوصاف، اخلاق، اسالیب دعوت و وسائل، اصلاح معاشرے میں ائمہ مساجد کا کردار، ملکی قوانین اور دعاۃ و ائمہ کی ذمہ داریاں، ہندوستان میں مسلمانوں کے جمہوری حقوق، سیکولر ہندوستان میں مدارس و مساجد کا تحفظ- طریقہ کار، مسلم معاشرہ اور میڈیا، تدریس کا جدید اسلوب، کامیاب مدرس کی خصوصیات، مضمون و ترجمہ نگاری کے اصول و مبادی، عربی زبان میں ملکہ حاصل کرنے کا طریقہ، ہندوستانی مذاہب، عقائد، تعلیمات، اثرات، سیرت نبوی کا مطالعہ کیوں اور کیسے، ادب اور مسلم معاشرہ، قومی یکجہتی و فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے قیام کی اہمیت وضرورت اور طریقہ کار، دہشت گردی کے خاتمہ میں ائمہ و اساتذہ کا کردار، آلودگی سے تحفظ اور شجر کاری، اخوت ورواداری کے قیام میں ائمہ و معلمین کا کردار، پانی کا تحفظ وقت کی سب سے بڑی ضرورت، امن وشانتی کے قیام میں ائمہ و معلمین کا کردار، جیسے موضوعات پر ماہرین کے لکچرز ہوئے اور ادبی وثقافتی پروگرام اور ورکشاپ کا انعقاد عمل میں آیا۔

پریس ریلیز سے عوام و خواص سے اس اختتامی پروگرام میں بڑی تعداد میں شرکت کی اپیل کی گئی ہے۔

(۲)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر

ملک وملت سے متعلق اہم فیصلے، پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس مارچ ۲۰۲۰ء میں

دہلی: ۱۳/اکتوبر ۲۰۱۹ء: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی پریس ریلیز کے مطابق آج اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کی ایک اہم میٹنگ زیر صدارت امیر مرکزی جمعیت محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ منعقد ہوئی جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے آئے اراکین اور صوبائی ذمہ داران نے شرکت کی۔ امیر محترم نے اپنے خطاب میں دعوت وارشاد، تعلیم وتربیت، تزکیہ نفس، ورع وتقوی، اتحاد واتفاق، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسانیت کی خدمت نیز اسلام کی تعلیمات کو برادران وطن تک پہنچانے کی ضرورت پر زور دیا، اور دہشت گردی اور داعش اور اس جیسی دیگر دہشت گرد تنظیموں کی سخت الفاظ میں مذمت کی۔ اس اجلاس میں مرکزی جمعیت کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے جمعیت کی کارکردگی رپورٹ پیش کی جس کی حاضرین اجلاس نے توثیق کی۔ ناظم

مالیات الحاج وکیل پرویز نے حسابات پیش کیے جس پر ہاؤس نے اطمینان وخوشی کا اظہار کیا۔ میٹنگ میں جمعیت کے کاموں کا بھی جائزہ لیا گیا اور آئندہ دعوتی، تعلیمی، تنظیمی، تعمیراتی اور رفاہی منصوبوں اور انسانی خدمات کو مہمیز دینے پر غور کیا گیا۔ علاوہ ازیں جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل کے تعمیراتی منصوبے کی تکمیل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارت کے لئے چندہ ہوا اور ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔ میٹنگ میں ایک اہم فیصلہ یہ بھی کیا گیا کہ مرکزی جمعیت کے زیر اہتمام پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس مارچ ۲۰۲۰ء میں منعقد ہوگی جس کے کنوینر مرکزی جمعیت کے ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز ہوں گے۔ اس میٹنگ میں ملک وملت اور عالمی مسائل سے متعلق اہم اور انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد وتجاویز منظور کی گئیں۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کی مشکلات کا بنیادی سبب دین سے دوری ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ اور صحابۂ کرام کی سیرت وکردار کی روشنی میں اپنی اصلاح کریں اور دوسروں کو بھی انسانیت کا بھولا ہوا سبق یاد دلائیں۔ قرارداد میں بین المذاہب مکالمہ کی ضرورت پر زور دیا گیا کیونکہ دنیا کی بیشتر آبادی اسلام کی تعلیمات سے ناآشنا اور مختلف قسم کی غلط فہمیوں کا شکار ہے۔ اجلاس میں ملکی اور عالمی تناظر میں مسلکی اتحاد اور باہمی احترام کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اپیل کی گئی کہ ہر مسلک کے لوگ ایک دوسرے کے خلاف اظہار خیال اور سوشل میڈیا پر منفی تبصرہ کرنے سے گریز کریں۔ کچھ شر پسند عناصر اپنے ذاتی مفاد یا قوم کے اندر خلفشار پیدا کرنے کی غرض سے سلفیت کو نشانہ بناتے رہتے ہیں جو کہ ایک بیجا وقابل نفریں اور ملت کے لئے نقصان دہ عمل ہے۔ قرارداد میں بارہویں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ دعاۃ ومعلمین کے انعقاد کو مفید ترین ولائق ستائش مانتے ہوئے اس پر مبارکباد پیش کی گئی۔ بابری مسجد سے متعلق عدالت میں روزانہ سماعت کا خیر مقدم کیا اور اسے اطمینان بخش قرار دیا نیز اپنے اس موقف کا اعادہ کیا کہ فاضل عدالت اس سلسلے میں جو بھی فیصلہ کرے گی وہ انہیں قابل قبول ہوگا۔ ملک کی جیلوں میں محبوس نوجوانوں کے مقدمات کو جلد سے جلد نمٹانے کی اپیل کی گئی نیز عدالت سے باعزت بری ہوئے نوجوانوں کو مناسب معاوضہ دئے جانے کا مطالبہ کیا گیا۔ ملک اور بیرون ملک ہونے والے دہشت گردانہ واقعات نیز داعش جیسی انتہا پسند ودہشت گرد تنظیموں کی سخت مذمت کی گئی۔ ملک میں این آر سی کے نفاذ کو مبنی برانصاف قرار دیتے ہوئے اس کی آڑ میں ایک خاص طبقہ کو ذہنی اذیت میں مبتلا رکھنے کی منفی کوشش کی مذمت کی گئی۔ اور جن لوگوں کے نام شامل ہونے سے رہ گئے ہیں انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ان کا مسئلہ حل کرنے کی اپیل کی گئی۔ سوشل میڈیا اور پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کو بعض کمیونٹیز کے خلاف پروپیگنڈہ اور انہیں بدنام کرنے کے لئے استعمال کئے جانے کی مذمت کی گئی۔ اخوت وبھائی چارگی کا ماحول بنانے اور ملک کے شہریوں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والے موب لنچنگ کے واقعات کی مذمت کرتے ہوئے تمام مذہبی قائدین ودھرم گروؤں سے اپیل کی گئی کہ وہ موب لنچنگ کو روکنے کے لئے اپنی منصبی ذمہ داری ادا کریں نیز حکومتیں شر پسند عناصر کے خلاف کڑی کارروائی کریں۔ مختلف صوبوں میں سیلاب سے ہونے والے جانی ومالی نقصانات پر اپنے رنج وغم اور متاثرین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا نیز باشندگان وطن اور حکومتوں سے اپیل کی گئی کہ سیلاب زدگان کی زیادہ سے زیادہ امداد کریں۔ روز افزوں بے روزگاری، مہنگائی، رشوت خوری پر اپنی تشویش کا اظہار کیا گیا اور ان کے خاتمہ کے لئے حکومتوں سے موثر اقدام کرنے کی اپیل کی گئی۔ قرارداد میں کشمیر سے متعلق اس موقف کو واضح کیا گیا کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ حصہ ہے اور کشمیری ہمارے ہم وطن بھائی ہیں۔ ان کا دکھ درد پورے ملک کا ہم وغم ہونا چاہیے۔ اور دفعہ ۳۷۰ کے خاتمے کو لیکر طالع آزماؤں اور سادہ لوحوں کو کسی طرح کی بدامنی پھیلانے کا موقعہ نہیں دیا جانا چاہئے اور نہ ہی کو کسی طرح کے پروپیگنڈہ کا شکار ہونا چاہئے۔ برصغیر میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کو تشویش کی نگاہ سے دیکھا گیا اور سنجیدہ گفتگو کے ذریعہ تمام مسائل حل کرنے کی اپیل کی گئی۔ سعودی عرب کی تیل تنصیبات پر حملہ کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی اور اصل مجرمین کے خلاف سخت کارروائی کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ فلسطین میں اسرائیل کی ظالمانہ وجارحانہ کارروائیوں کی مذمت کرتے ہوئے عالمی برادری سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی اپیل کی گئی۔ علاوہ ازیں ملک وملت کی اہم شخصیات کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا گیا۔

(۳)

تعلیم وتربیت کے ذریعہ انتہا پسندی ودہشت گردی کا علاج ممکن ہے / مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام بارہویں آل انڈیا ریفریشر کورس کے اختتامی اجلاس میں صوبائی جمعیات اہل حدیث اور دینی وملی تنظیموں کے ذمہ داران کا اظہار خیال ملک بھر سے آئے ہوئے ائمہ ودعاۃ ومعلمین کو توصیفی اسناد وغیرہ سے نوازا گیا

دہلی: ۱۴/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز پیر

تربیت کے بغیر تعلیم کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ تعلیم تربیت کے بغیر الٹا زہر بن جاتی ہے اگر تعلیم کے ساتھ صحیح تربیت کی جائے تو انسان رب کا فرماں بردار تو بنتا ہی ہے انسانیت کا بھی سچا بہی خواہ وہمدرد بن جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ وہی کام کرتا ہے جو رب

کی رضا اور انسانیت کے مفاد میں ہوتا ہے۔ انتہاپسندی و دہشت گردی کو نہ صرف پاس پھٹکنے نہیں دیتا بلکہ اس کے بیکٹیریا کو معاشرے سے نیست و نابود کرنے کے لئے ہمہ وقت فکر مند رہتا ہے۔ وہ قوم وملت وانسانیت کی خدمت کو اپنا نصب العین بنالیتا ہے۔ ائمہ ومعلمین انسانیت کی خدمت میں مؤثر کردار ادا کررہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے اپنے صدارتی خطاب میں کیا۔ موصوف گذشتہ شام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دس روزہ بارہویں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کے اختتامی اجلاس سے خطاب فرمارہے تھے۔

موصوف نے اپنے خطاب میں مؤقر اراکین مجلس عاملہ، ذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث، ملی وسماجی قائدین نیز شرکاء دورہ تدریبیہ کو اس میں شرکت پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان کے شکریہ کے ساتھ ساتھ ان تمام ذیلی جمعیات اور مدارس وجامعات اور اداروں کا بھی شکریہ ادا کیا جنھوں نے اس ریفریشر کورس میں شرکت کے لیے اپنے یہاں سے ائمہ، دعاۃ اور معلمین کی ترشیح کی۔ انہوں نے دعوت واصلاح اور تعلیم وتربیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مشن ہے اور اس راستے میں ابتلاء وآزمائش آنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ سب دعوت کا خاصہ ہے۔ سب سے بڑا انسان وہ ہے جو مصائب ومشکلات برداشت کرکے اپنے فرض منصبی کو ادا کرلے جائے۔ لہٰذا ملک ومعاشرہ اور اللہ کی زمین سے فساد و بگاڑ اور ظلم ودہشت گردی کو مٹانے اور امن وآشتی اور اصلاح و سدھار کی راہ میں پیش آنے والی دشواریوں سے گھبرانے کی بجائے ہمت وحوصلہ، استقلال واستقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دنیا میں پھیل جانا چاہئے اور فرض منصبی کی ادائیگی میں کسی بھی سستی وکاہلی نیز لاپرواہی یا بددلی کو پاس نہیں پھٹکنے دینا چاہئے۔ یہ مشن بہت ہی عظیم الشان ہے اور موجودہ دور کے حالات اس کے متقاضی ہیں۔ اسی کے پیش نظر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہندنے اس کا بیڑا اٹھایا ہے اور تسلسل کے ساتھ اس کا انعقاد کرتی ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے اپنے خیر مقدمی کلمات میں مہمانان گرامی کا استقبال کیا اور شرکاء دورہ تدریبیہ کو اس عظیم الشان پروگرام میں شرکت پر مبارکباد پیش کی نیز کہا کہ دعوت ہمارا مشن اور نصب العین ہے۔ یہ ریفریشر کورس مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی خدمات کے سلسلے کی ایک اہم اور سنہری کڑی ہے۔ جسے گزشتہ ۱۸ سالوں سے پوری عمدگی کے ساتھ انجام دیتے چلے آرہے ہیں اور قائد ملک وملت وجماعت اور کروڑوں دلوں کی دھڑکن مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی قیادت میں یہ سب انجام پارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کارواں اپنی منزل کی جانب یونہی گامزن رہے اور اس کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے۔ شرکاء دورہ تدریبیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ائمہ، دعاۃ ومبلغین انبیاء کرام وسلف صالحین کے جانشین ہیں۔ وہ ملت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں اپنی اندرونی وبیرونی زندگی میں نکھار پیدا کرکے دعوت وتعلیم کا حق ادا کرنا چاہئے۔ علم سیکھنا اور اس کو اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنانا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ہمیں علم کے مطابق عملی زندگی کو استوار کرنا چاہئے اور بہترین اسوہ ونمونہ بن کر قوم کے لئے مفید ترین بننا چاہئے۔

جماعت اسلامی ہند کے امیر انجینئر سعادت اللہ حسینی نے فرمایا کہ میرے لئے یہ انتہائی مسرت واعزاز کی بات ہے کہ اس دورہ تدریبیہ کے اختتامی پروگرام میں شرکت کا موقعہ ملا۔ شرکاء دورہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دعوتی مشن کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ آپ حضرات زندگی بھر سیکھنے کا مزاج بنائیں۔ وہی قوم ترقی کرتی ہے جو قوم آخری سانس تک سیکھتی ہے۔ پھر اسلام کے لئے کام کرنے والوں کے لئے تو یہ اور ضروری ہوجاتا ہے۔ زمانہ بڑی تیز رفتاری سے ترقی کررہا ہے ہمیں بھی اپنے مشن میں اتنی ہی تیزی لانی پڑے گی تبھی کامیابی نصیب ہوگی۔ انہوں نے مرکزی جمعیت کے ذمہ داران کو اس دورہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور اسے جمعیت کا بڑا کارنامہ بتایا۔

شاہ ولی اللہ انسٹیٹیوٹ کے صدر مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی نے اس اہم پروگرام میں شرکت پر اپنی بے پناہ خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہوئے ذمہ داران جمعیت کو اس پہل اور اس کے مسلسل انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور کہا کہ اگر عہد وسطیٰ میں ہم نے دعوت کا کام کیا ہوتا تو حالات یہ نہ ہوتے جن سے ہم جوجھ رہے ہیں۔ اس وقت بھی دعوت وتبلیغ کے میدان میں سناٹا ہے ہمیں اس میں تیزی لانے کی ضرورت ہے۔

مولانا آزاد یونیورسٹی جودھپور کے صدر پروفیسر اختر الواسع نے امیر محترم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کا خصوصا اور جملہ ذمہ داران کا عموما اس دورہ کے انعقاد پر شکریہ ادا کیا اور مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں آج مسلمانوں کی گھیرابندی ہورہی ہے جس کے سدباب کے لئے علماء کرام کو تیار ہونا چاہئے۔ مرکزی جمعیت کی قیادت نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اس کے لئے وہ مبارکباد کی مستحق ہے۔ آج ماحول ایسا بن گیا ہے کہ لوگ برائی کو دہرانے میں تکلف نہیں کرتے تو ہم اچھائی کو دہرانے میں کیوں پس وپیش کریں۔ ہمیں اس فریضے کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے جس کے ہم مکلّف ہیں۔ آپ اتحاد کے نقیب ہیں اس کے تقاضوں کو پورا کریں۔

اقلیتی کمیشن دہلی کے چیئرمین ڈاکٹر ظفر الاسلام خان نے اس پروگرام میں شرکت

کو اپنے لئے اعزاز کی بات بتایا اور کہا کہ جمعیت کی تاریخ بہت پرانی ہے اور اس کی گوناگوں خدمات ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ بشمول ہندوستان مسلمان پوری دنیا میں پریشان ہیں۔ دنیا بھر میں ان کے خلاف سازشیں ہورہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے کردار کو فراموش کردیا ہے۔ اسلام کردار کی بدولت پھیلا نہیں تو انڈونیشیا میں کوئی فوج نہیں گئی تھی۔ ہمیں قرآن کی تعلیمات کو مضبوطی سے تھام لینا ہے۔ ہم جس دن قرآن پر عامل ہوجائیں گے پوری دنیا پر حکومت کریں گے۔

استاذ الاساتذہ مولانا ابوالمکارم ازہری نے ذمہ داران جمعیت کا اس پروگرام کے انعقاد پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مسلسل گیارہ سالوں سے اس پروگرام کا انعقاد قابل مبارکباد ہے۔ انہوں نے شرکاء دورہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات دعوت کا کام حکمت ودانائی کے ساتھ کریں اور موعظہ حسنہ کو مدنظر رکھیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مفتی شیخ جمیل احمد مدنی نے خطاب میں دورہ کے انعقاد پر مرکزی جمعیت کے ذمہ داران کو مبارکباد پیش کی اور مسلسل انعقاد پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اگر شرکاء دورہ نے اس سے استفادہ کیا ہے تو اس کا حق ادا کرنا انتہائی ضروری ہے اور اگر حق ادا نہیں کیا تو نہ تو آپ نے جمعیت کا حق ادا کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوئے۔

کنوینر ریفریشر کورس ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی نے جملہ مہمانان گرامی اور شرکاء دورہ کو خوش آمدید کہتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی متنوع دینی، دعوتی، تعلیمی وتربیتی، قومی وملی اور انسانی خدمات کا تذکرہ کیا اور کہا کہ یہ ریفریشر کورس جس کا آغاز ۴؍اکتوبر کو ہوا تھا اسی مبارک تسلسل کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے جملہ ذمہ داران شکریے اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے دورہ تدریبیہ کی تفصیلات بھی حاضرین کو بتائیں۔

اس اختتامی اجلاس میں صوبائی جمعیات اہل حدیث کے ذمہ داران نے بھی اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے دورہ تدریبیہ کے انعقاد پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران کو مبارکباد پیش کی اور انہیں ہدیہ تشکر پیش کیا نیز اس ریفریشر کورس کو وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیا۔ ان میں مولانا خورشید عالم مدنی نائب امیر صوبائی جمعیت بہار، ڈاکٹر سعید احمد عمری امیر صوبائی جمعیت آندھرا پردیش، سید آصف عمری امیر صوبائی جمعیت تلنگانہ، مولانا طہ سعید خالد مدنی امیر صوبائی جمعیت اڈیشہ، مولانا محمد علی مدنی نائب ناظم مرکزی جمعیت وامیر صوبائی جمعیت بہار، مشتاق احمد صدیقی قائم مقام امیر صوبائی جمعیت پنجاب، مولانا عبدالستار سلفی امیر صوبائی جمعیت دہلی، مولانا عرفان شاکر ناظم صوبائی جمعیت دہلی، مولانا عبدالقدوس عمری امیر صوبائی جمعیت مدھیہ پردیش، مولانا ریاض احمد سلفی نائب ناظم مرکزی جمعیت وشیخ الجامعہ جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج الہ آباد، ، حافظ محمد عبدالقیوم نائب امیر مرکزی جمعیت، حافظ عتیق الرحمٰن طیبی امیر صوبائی جمعیت مشرقی یوپی، مولانا شہاب الدین مدنی ناظم صوبائی جمعیت مشرقی یوپی، مولانا محمد ابراہیم مدنی نائب امیر صوبائی جمعیت مشرقی یوپی، حافظ کلیم اللہ سلفی نائب ناظم صوبائی جمعیت مشرقی یوپی، جناب محمد اسلم خان صاحب ناظم صوبائی جمعیت کرناٹک وگوا، جناب کے جے منصور قریشی عرف دادو خازن صوبائی جمعیت کرناٹک وگوا، مولانا انعام الحق مدنی ناظم صوبائی جمعیت بہار، مولانا اسلم جامعی امیر صوبائی جمعیت مہاراشٹر، مولانا سرفراز اثری ناظم صوبائی جمعیت مہاراشٹر، مولانا مقصود الرحمٰن مدنی امیر صوبائی جمعیت آسام، مولانا شمس الحق سلفی نائب ناظم صوبائی جمعیت جھارکھنڈ، جناب عبدالحفیظ رانڈر ناظم صوبائی جمعیت راجستھان، مولانا ذکی احمد مدنی قائم مقام ناظم صوبائی جمعیت مغربی بنگال، مولانا ابوالکلام احمد ایڈیٹر الرحیق، مولانا امان اللہ مدنی مدیر معہد حفصہ للبنات، زہرا باغ بسمتیہ، بہار، جناب عطاء اللہ انور سابق مترجم پٹنہ ہائی کورٹ، مولانا عبدالمبین ندوی استاذ جامعہ ریاض العلوم دہلی، مولانا ظل الرحمٰن مدنی فوری مترجم حرم شریف، مولانا عبدالرحمٰن سلفی نائب ناظم صوبائی جمعیت کیرالا، مولانا عزیز احمد مدنی استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ دہلی، مولانا محمد امین ریاضی سابق ناظم صوبائی جمعیت ممبائی قابل ذکر ہیں۔

اس اہم اجلاس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مؤقر اراکین مجلس عاملہ وذمہ داران صوبائی جمعیات نے بطور خاص شرکت کی۔ اس موقعہ پر دہلی واطراف سے معزز شخصیات اور عوام کی بڑی تعداد موجود تھی۔ تمام شرکاء دورہ تدریبیہ کو امیر محترم وناظم عمومی اوران کے نائبین، ناظم مالیات اور معزز مہمانوں کے ہاتھوں توصیفی اسناد اور دیگر انعامات سے نوازا گیا۔

پروگرام کا آغاز شریک دورہ حافظ محمد ارشاد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور اخیر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے تمام معزز مہمانوں، شرکاء دورہ اور دیگر حاضرین کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا اور توقع ظاہر کی کہ اس عظیم الشان پروگرام سے انہوں نے بھرپور استفادہ کیا ہوگا۔ اور اس سے قوم وملت کو فائدہ پہنچائیں گے۔

(۴)

رکن شوریٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند مولانا کلیم اللہ سلفی کو صدمہ

دہلی: ۱۹؍اکتوبر ۲۰۱۹ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری اخباری بیان میں مرکزی جمعیت

اہلحدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے رکن شوریٰ اور ضلع جون پور کے قدیم و مشہور تعلیمی و تربیتی ادارہ مدرسہ چشمہ حیات رہٹی، تریلوچن بڑا گاؤں کے پرنسپل مولانا کلیم اللہ سلفی صاحب کے بڑے بھائی جناب عطاء اللہ صاحب کے انتقال پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو ملک و ملت اور جماعت کا خسارہ قرار دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ جناب عطاء اللہ صاحب اعلیٰ اخلاق و کردار اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔انہوں نے ایک مدت تک جامعہ رحمانیہ بنارس میں طالبان علوم نبوت کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیا۔آپ ایک کامیاب مدرس و مربی تھے اور جامعہ رحمانیہ میں تدریس کے ساتھ ساتھ نونہالان ملت کی تربیت کے لیے بھی ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ اس دوران آپ مدرسہ چشمہ حیات رہٹی کے ممبر بھی رہے۔رفاہی کاموں، مدارس و مساجد کی تعمیر اور مکاتیب کے قیام میں بھی آپ پیش پیش رہتے تھے اور آپ کے تعاون و رہنمائی سے اس طرح کے بہت سارے کام انجام پائے۔آج بعد نماز فجر ہارٹ اٹیک کے سبب بعمر ۷۲ سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ان کے جنازے کی نماز آج چار بجے ادا کی گئی اور آبائی قبرستان رہٹی، تریلوچن، بڑا گاؤں، جون پور میں تدفین عمل میں آئی۔پسماندگان میں اہلیہ، پانچ صاحبزادے، ایک صاحبزادی اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، لغزشوں سے درگزر کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی کرے اور مدرسہ اور جماعت و جمعیت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔آمین

پریس ریلیز کے مطابق بنارس میں تدریسی ایام اور قیام کے دوران مولانا کلیم اللہ صاحب اور ان کے تمام برادران حقیقی و علاتی سے امیر محترم کے گہرے جماعتی، تعلیمی اور دعوتی مراسم کے علاوہ گھریلو تعلقات بھی تھے اور رہٹی میں مدرسہ چشمہ حیات کے اساتذہ اور طلبہ سے یک گونہ تعلیمی و تربیتی رشتہ کے علاوہ وہاں کی بزرگ شخصیت استاذ الاساتذہ اور شیخ القراء جناب قاری عبدالحمید صاحب والد ماجد مولانا کلیم اللہ سلفی و مولانا شفاء اللہ سلفی وغیرہ برادران اور عم محترم مرحوم عطاء اللہ و مرحوم رضاء اللہ سے بھی قلبی و روحانی تعلقات کی بنیاد پر اکثر رہٹی آنا جانا رہتا تھا۔ام الجامعات جامعہ سلفیہ بنارس میں شعبہ قراءت میں قاری صاحب رئیس القراء تھے۔اس لیے قراءۃ و تجوید میں ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف بھی حاصل تھا۔جمعیت و جماعت کی سرگرمیوں سے بھی اس خانوادے اور بزرگوں اور برادران کا تعلق و رابطہ تھا۔اللہ جل شانہ اس سب کو قبول فرمائے اور صدقہ جاریہ بنائے۔

پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے تمام ذمہ داران و کارکنان مولانا کلیم اللہ سلفی کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔ ☆☆☆

اہل حدیث ریلیف فنڈ

سیلاب زدگان کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی

ہمدردانہ اپیل

بہار، بنگال، آسام اور ملک کے مختلف حصوں میں سیلاب کی وجہ سے لاکھوں افراد اپنا گھر بار چھوڑ کر عارضی کیمپوں میں پناہ گزیں ہیں جن کی مدد کرنا ہمارا دینی، ملی، وانسانی فریضہ ہے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اپنی قدیم تاریخی روایت کے مطابق بے گھر اور اجڑے ہوئے افراد کے لیے ریلیف و راحت کا کام کر رہی ہے۔

تمام اصحاب خیر اور صاحب ثروت حضرات سے اپیل ہے کہ حسب استطاعت سیلاب زدگان اور انتہائی مصیبت میں پھنسے لوگوں کی اعانت میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اپنی تمام ذیلی شاخوں سے بھی اپیل کرتی ہے کہ خصوصی توجہ فرمائیں۔

نوٹ: چیک اور ڈرافٹ مندرجہ ذیل کے نام ہی بنوائیں۔اور بھیجی ہوئی رقم کی مدات کی وضاحت فرمائیں۔جزاکم اللہ خیرا

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind,

A/c 629201058685, ICICI Bank (Chandni Chowk Branch.RTGS/NEFT IFSC Code-ICICI0006292

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶

Ph. 23273407, Fax No. 23246613

اپیل کنندگان

اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

خوشخبری　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　خوشخبری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا

کلینڈر 2020

جاذبِ نظر، خوشنما، ہر صفحہ اسلامی تعلیمات سے مزین، قابل دید

قرآنی آیات سے آراستہ اور اہم معلومات سے پُر کلینڈر

چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔

اپنا آرڈر بک کرائیں۔

مکتبہ ترجمان

Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar
Jama Masjid, Delhi-110006

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292
Ph:011-23273407,Fax:011-23246613
Mob: 9810162108,9560547230,9899152690